itsurdu.blogspot.com

ڈاکٹر ذاکر حسین

کچھوا اور خرگوش

نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کچھوا اور خرگوش

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

حکومتِ ہند

پہلا ایڈیشن

سنہ اشاعت: ۱۹۷۰

یہ کتاب منسٹری آف ایجوکیشن اینڈ یوتھ سروسیز، حکومتِ ہند کی ہندوستانی زبانوں میں کتابوں کی تصنیف، ترجمہ اور اشاعت کی اسکیم کے تحت نصف خرچ فراہم کر کے ترقیٔ اُردو بورڈ کے اہتمام میں شائع کی گئی۔

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کچھوا اور خرگوش

ڈاکٹر ذاکر حسین

www.itsurdu.blogspot.com

ترقی اُردو بورڈ منسٹری آف ایجوکیشن اینڈ یوتھ سروسیز، حکومت ہند
کے اہتمام میں شائع کی گئی

ناشر، نیشنل بک ٹرسٹ - انڈیا - نئی دہلی

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مارچ ۱۹۷۰ (چیترا ۱۸۹۲)

© سعیدہ خورشید عالم، ۱۹۷۰

قیمت :- عام ایڈیشن ۱/۰
لائبریری ایڈیشن ۲/۰

www.itsurdu.blogspot.com

KACHHWA AUR KHARGOSH
(URDU)

سیکریٹری نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا نے لبرٹی آرٹ پریس۔ دریا گنج دہلی
سے چھپوا کر شائع کیا

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پیش لفظ

حکومتِ ہند نے اُردو زبان میں کتابیں تیار اور شائع کرنے کے لئے ترقیِ اُردو بورڈ قائم کیا ہے۔ یہ بورڈ اس اسکیم کے تحت قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد ہے کہ یونیورسٹیوں علمی انجمنوں مصنّفوں مترجموں، اُستادوں اور ناشروں کے اشتراک و تعاون سے عام سائنس کی کتابوں، بچّوں کی دلچسپی کی اور یونیورسٹی کی سطح کی معیاری کتابوں کو تصنیف کرائے اور دوسری زبانوں سے مستند کتابوں کے ترجمے شائع کرے۔

منسٹری آف ایجوکیشن اینڈ یوتھ سروسیز کے اہتمام سے "کچھوا اور خرگوش" کتاب نیشنل بک ٹرسٹ کی وساطت سے شائع ہو رہی ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب طالب علموں، استادوں اور ان تمام لوگوں کے حلقے میں پسند کی جائے گی جنھیں ایک قومی زبان کی حیثیت سے اُردو کی بقا اور ترقی سے دلچسپی ہے۔

وی۔ کے۔ آر۔ وی راؤ

منسٹر آف ایجوکیشن اینڈ یوتھ سروسیز

چیرمین

ترقیِ اُردو بورڈ

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

www.itsurdu.blogspot.com

مصوّر: ایم۔ایف۔حسین

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کچھوا اور خرگوش

۵

راجدھانی دلّی سے کوئی پانچ میل پر ایک چھوٹا سا گانوں ہے اوکھلا۔ جمنا سے لگا ہوا سمجھو۔ پہلے لوگ دلّی سے مچھلیاں پکڑنے آتے تو یہی اُن کا ٹھکانا تھا۔ پھر کوئی بیس پچیس برس ہوئے کچھ سرپھرے دیوانے سے لوگ یہاں آ کر بسنے لگے اور ایک مدرسہ سا بنانے لگے۔ ناسمجھ سے تو تھے ہی پر نہ جانے کیا لگن تھی کہ بے سروسامان اس گانوں کے پاس ایک کھُلے میدان میں انھوں نے ڈیرے ڈال دیے۔ پلّے نہ پیسہ نہ کوڑی، اور بڑے بڑے مکان بنانے شروع کر دیے۔ پورے کیسے ہوتے۔ برسوں ایسے مکانوں میں آپ بھی رہے اور مدرسے کے بچّوں کو بھی رکھا جن کے دروازوں میں کواڑ تک نہ تھے۔ ہوا ایک طرف سے اِس بڑی عمارت میں گھُستی تو دوسرے سرے تک

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

گاتی سیٹیاں بجاتی چلی جاتی۔ مگر یہ تھے کہ ڈٹے رہے۔ دیکھنے میں بھولے بھولے نادان سے لگتے تھے یہ لوگ پر تھے دُھن کے پکّے اور ست مگن۔ جمے رہے تو ان کا کام بھی جمتا گیا بڑھتا گیا۔ اب وہاں بہت بڑا مدرسہ کھڑا ہو گیا ہے۔ دُور دُور سے لڑکے اور لڑکیاں پڑھنے آتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم اور ماہر اس میں پڑھاتے سکھاتے ہیں۔ کتابیں لکھتے ہیں، لکچر دیتے ہیں۔ فرصت میں پُرانے دنوں کا ذکر آجاتا ہے تو ہنس لیتے ہیں۔ کوئی کوئی دو ایک فقرے بھی کس دیتا ہے۔ دیوانوں پر فرزانے بھی نہ ہنسیں تو کون ہنسے اور وہ بھی اُن پر فقرے نہ کسیں تو کون کسے۔ سچ ہے ہر آدمی کی دنیا الگ ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی دنیا میں خوش رہتا ہے۔ پُرانے زمانے میں بھی لوگ ان پر ہنسا کرتے تھے۔ دیوانوں پر کون نہیں ہنستا۔ اور یہ خود ایسے مست تھے کہ آپ بھی اپنے اوپر اور اپنی بے سروسامانی پر جی کھول کر ہنس لیتے اور دوسروں کو بھی ہنسا لیتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کچھ لوگ کہیں باہر سے اُن کا حال سن کر ان کا کام دیکھنے آئے۔ کام وام تو ایسا کیا تھا اور ہوتا بھی تو کام کوئی ایسے چلتے پھرتے کیسے دیکھے۔ یہ لوگ اصل میں یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کچھ پونجی پیسا ہے کہ نہیں۔ مدرسے کی عمارت ہے کہ نہیں۔ ایسا تو نہیں کہ کسی دن یہ "مست ہو" کر کے اٹھ کھڑے ہوئے تو بس مدرسہ ودرسہ سب ختم۔ تم جانو لوگ تو پائداری چاہتے ہیں۔ اور سنا ہے کہ پائداری بڑے بڑے مکانوں اور بہت سے روپے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سے ہوتی ہے۔ ہاں۔ تو کچھ لوگ اس مدرسے کو دیکھنے آئے۔ مدرسہ دکھانے کے لیے اس مدرسے کے ایک استاد اُن کے ساتھ تھے۔ جن پر دیوانگی اور سرمستی کا رنگ دوسرے ساتھیوں سے کچھ چوکھا ہی تھا۔ یہ عینک لگائے، کندھے پر اپنا لمبا سا رومال لٹکائے، کھدّر کی صدری پہنے، جدھر سے نکل جاتے ان کی مسکراہٹ دیکھ کر پھول، پتّے، جانور، آدمی سبھی کھِل جاتے۔ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ایسا لگتا ہے کہ مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے۔

کہاں کی بات کہاں پہنچ جاتی ہے۔ ہاں۔ تو یہ مست قلندر ان لوگوں کو مدرسہ دکھانے دلّی سے ان کے ساتھ ہو لیے۔ تانگے پر آئے تھے۔ مدرسے کے سامنے اُترنے کی جگہ یہ ساتھیوں کو اوکھلے کی نہر کے پُل پر لے گئے۔ بڑی پُر فضا جگہ ہے۔ ایک طرف جمنا، ایک طرف اس کی پانی سے لبریز نہر، ایک چھوٹا سا پُل، اس کے آگے پانی روکنے کو لکڑی کے تختوں کی لمبی قطار، اردگرد چمن۔ وہ سب اس جگہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ بڑی تعریفیں کیں۔ انھیں خوش دیکھا تو مست نے کہا:

"یہی تو ہوا صاحب، کہ ہمارے شیخ نے پہلے اس پُر فضا جگہ پر سارا سرمایہ لگا دیا اور مدرسے کی عمارت کے لیے کچھ نہ بچا۔ خیر اچھا ہوا۔ یہ جگہ تو بن گئی۔ وہ بھی آپ دوستوں کی مدد سے بن ہی جائے گی۔"

خیر۔ وہ زمانہ تو گزر گیا۔ ہر زمانہ گزر ہی جاتا ہے۔ اب وہاں عمارتیں بھی ہیں۔

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کتابیں بھی ہیں۔ بڑے بڑے استاد بھی ہیں۔ ضابطہ اور قانون بھی ہے۔ ڈھنگ ہے، سلیقہ ہے، کام ہے۔ کوئی بیس برس سے اوپر اس مدرسے کو وہاں ہو گئے ہیں۔ سب اسے جان پہچان گئے ہیں۔ آدمی پہچانے ہوں کہ نا پہچانے ہوں، کہ آدمی کا کچھ ٹھیک نہیں، پر جانور، پیڑ، جمنا کی مچھلیاں جن میں سے بعض ان کے استادوں سے باتیں کرنے پُل کے ستونوں پر چڑھتی ہوئی بھی دیکھی گئی ہیں، دریا کے کچھوے، پاس کے کھیتوں کے تیتر، خرگوش سب انھیں جان گئے ہیں اور ان کے دوست بن گئے ہیں۔ اس وقت آپ کو سنانا انھیں دوستوں کا ایک قصّہ ہے۔

برسات کے موسم میں اوکھلے میں جمنا کے کنارے جہاں تک نظر جاتی ہے پانی ہی پانی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ مگر جب پانی اتر جاتا ہے تو پُل پار کر کے چلے جائیے تو لکڑی کے تختوں کے نیچے نیچے ریت کا ایک میدان ہوتا ہے اور پُل کے اس سرے سے نیچے کو اتر لیجیے تو دریا کے کنارے کنارے دور تک جا سکتے ہیں۔ یہاں اس مدرسے کے استاد کوئی کبھی کبھی، کوئی روز، صبح صبح ٹہلنے جاتے ہیں۔ کبھی کبھی مدرسے کے بچے بھی ادھر سیر کو نکل جاتے ہیں۔ یہیں دریا میں ایک کچھوا، بہت بڑا سا کچھوا، اپنے خول میں بند، جیسے ایک مضبوط قلعے میں ہو، رہتا ہے۔ اور جب دیکھتا ہے کہ میدان خالی ہے تو یہ بھی پانی سے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نکل کر بگٹٹے بگٹٹے چہل قدمی تو کیا، کہ چالیس قدم تو بہت ہوتے ہیں، آٹھ دس قدم چل لیتا ہے۔ ایک دن مولوی غفران ادھر ٹہلنے گئے۔ انھیں کچھوا کئی بار دیکھ چکا تھا۔ مولوی صاحب یوں بھی کم آمیز آدمی تھے۔ اس لیے کچھ پوری جان پہچان کی نوبت نہیں آئی تھی۔ کچھوا انھیں دیکھتا تو آدھا پانی میں اور آدھا کنارے پر ہوتا اور مولوی صاحب اس خیال سے کہ جتنا تیز چلوں گا اتنا ہی وزن گھٹے گا تیز تیز اس کے پاس سے نکل جاتے تھے۔ اور چلتے بھی اس شان سے تھے کہ "نظر بر قدم" نہ اِدھر دیکھنا نہ اُدھر کہ کہیں قدرت کے دل بہلاؤ فریب ان کی خودی کو کمزور نہ کردیں۔ وزن کا گھٹانا اور خودی کا مضبوط رہنا بہرحال مقدم ہیں۔ وہ کچھوا ان کا چہرہ دیکھتا، کالی کالی ڈاڑھی کی چمک دیکھتا، اور سوچتا کہ بڑا نورانی چہرہ ہے۔ دھیان گیان والا شخص دکھائی پڑتا ہے۔ اسے خیال ہوا کہ وہ جو ایک بات اتنے دن سے ستا رہی ہے وہ ان سے پوچھوں۔ اس خیال سے ایک دن کنارے کے پاس باہر کو نکل آیا کہ مولوی صاحب پاس سے گزریں گے تو پوچھوں گا۔ مولوی غفران ٹھیک وقت پر گزرے۔ مگر کچھوے کی ہمّت نہ پڑی۔ کچھ نہ بولا۔ اور یہ اسے دیکھے بغیر آگے بڑھ گئے۔ دن بھر کچھوا اُداس اُداس رہا۔ کہ ہم بھی کیسے پھسڈّی ہیں کہ ملّاجی سے ایک بات پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ دوسرے دن تہجد ہی کے وقت سے کنارے پر آن بیٹھا کہ کہیں سویرے ہی مُلّاجی نہ نکل جائیں۔ مولوی غفران تو کنجی دی ہوئی گھڑی کی طرح

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

وقت کے پابند تھے۔ اپنے ٹھیک وقت پر وہاں سے گزرے۔ مگر وہی بے سُدھ سرپٹ۔ کچھوا اپنے پوپلے منہ سے ایک بول بھی نہ نکال پایا کہ یہ گزوں آگے بڑھ گئے۔ مگر ہمت کر کے کچھوے نے اپنی میٹھی میٹھی بھرائی ہوئی آواز میں چلا کر پکارا "مُلّا جی، مُلّا جی"۔ مولوی غفران چلتے چلتے مراقبہ کرتے تھے۔ آواز جو آئی تو سمجھے غیب سے کوئی ندا ہے۔ جی دھک سے ہو گیا۔ عادت کے خلاف اِدھر اُدھر دیکھا، سامنے پیچھے، دائیں بائیں۔ مگر کوئی دکھائی نہ دیا۔ سمجھے کوئی شیطانی وسوسہ ہوگا۔ پھر آگے بڑھے تو کچھوے نے زور سے پکارا، اور چلانے میں آواز اور بھی پھٹ گئی تھی "ہے مُلّا جی شما کرو، ذرا تھمو۔ ایک پرشن پوچھنا ہے"۔ مُلّا جی ٹھٹکے، مُڑ کے پیچھے دیکھا تو ایک بڑا سا کچھوا، ایک سخت خول سے ڈھکا ہوا، جیسے فولاد اور سینگ ملا کر جنگی ٹینکوں کا کوئی چھوٹا نمونہ بنایا ہو، آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ غریب کا سانس پھول گیا ہے۔ چہرے کے نیچے گردن بار بار ہوا سے پھول جاتی، پھر دب جاتی۔ مولوی غفران مڑ کر کچھوے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ فاصلہ کئی گز کا ہو گیا تھا۔ کچھوا جو خشکی پر آکر ہمیشہ "آہستہ خرام بلکہ مخرام" کا وظیفہ سنسکرت شبدوں میں جپا کرتا تھا بڑی ہمت کر کے اس لمبی مسافت کو طے کرنے کا نشچے کر چکا تھا۔ اِدھر مولوی غفران کو وقت کا خیال، بولے "کیا بات ہے، کہو نا، بولتے کیوں نہیں"۔ کچھوا رک گیا۔ جیسے رُکنے کا بہانہ ہی ڈھونڈ رہا ہو، پھر بولا "نمستے، مُلّا جی، نمستے۔ ایک پرشن پوچھنا ہے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

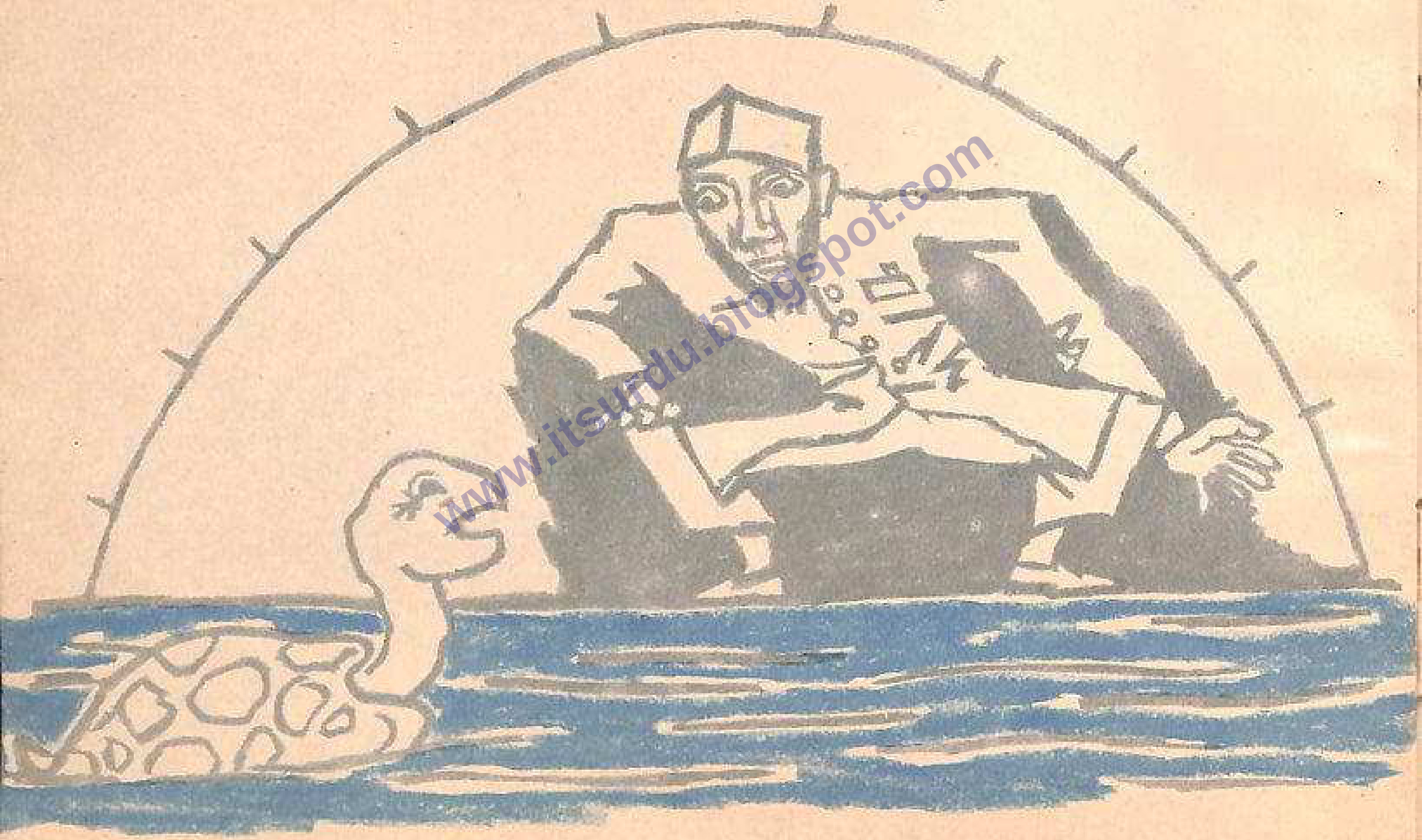

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

آپ سے۔ کرپیا ذرا تھمو۔ ابھی پالاگن کو آتا ہوں۔" مولانا بولے "تسلیم تسلیم۔ بھئی ہمیں تو دیر ہو رہی ہے۔ جو پوچھنا ہو پوچھیے۔ مگر یہ پرشن کیا ہوتا ہے۔" کچھوا بولا "مُلّاجی۔ جو پوچھتے ہیں اس کو پرشن کہتے ہیں۔ اپنی اپنی بھاشا ہے، مُلّاجی۔" "اچھا تو پوچھیے نا" مولانا نے کہا۔ "مُلّاجی، تُرت جو چھپٹا ہوں آپ کے پیچھے تو ہانپ گیا ہوں۔ آتے آتے ہی آپ تک آپاؤں گا۔ آپ ہی دو ڈگ بڑھ کر نیک ادھر کو آجاتے تو بڑی کرپا ہوتی۔ پرشن میرے لیے اُدھک مہتو کا ہے۔ سوریہ نمسکار کے بعد سے آپ کی پرتیکشا میں ہوں۔" "یہ پرتیکشا کیا چیز ہوتی ہے؟" مُلّاجی میں نے کہا پرتیکشا میں ہوں۔ اتھوا آپ کے مارگ پر آنکھیں جمائے بیٹھا ہوں۔" "میری مرگ پر۔ میرے مرنے پر آنکھیں جمائے بیٹھے ہو۔ بہت اچھی رہی۔ واہ بھائی واہ۔ پنڈت کچھو رام، بہت اچھی رہی۔ میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے، پنڈت جی، جو آپ کو میری موت کا اتنا انتظار ہے؟" کچھوا بولا "ٹھیک ٹھیک۔ یہی جو آپ نے کہا انتجار میں سمجھتا ہوں پرتیکشا یہی ہے۔ شبدوں کا پھیر ہے۔ مُلّاجی بات ایک ہے۔" "اچھا پرتیکشا انتظار ہے تو آپ کو میری مرگ کا، میرے مرنے کا ایسا انتظار کیوں ہے۔ میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے پنڈت جی۔" "مُلّاجی" کچھوا بولا۔ "سب شبدوں کا پھیر ہے۔ آپ گرم نہ ہوں مُلّاجی۔ میں نے مارگ جو کہا تو مارگ اتھوا پتھ اور پتھ اتھوا۔" مُلّاجی نے پوچھا "پتھ اتھوا" "پتھ اتھوا۔ ہاں، پتھ اتھوا راستہ۔" مُلّاجی کچھ شرمندہ ہوئے کچھ مطمئن اور بولے "اچھا سمجھا۔ تو مطلب آپ کا یہ فرمانا تھا کہ آپ میری راہ تک رہے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تھے۔ میرا انتظار کر رہے تھے۔ خیر کہیے۔ پوچھنا کیا ہے آپ کو۔ بس سوال کیجیے تو جواب دوں اور آگے چلوں۔" کچھوے نے کہا۔ "مُلاّجی، سوال اتھوا اور جواب اتھوا۔" مُلاّجی بولے "بھئی یہ تو بڑی دیر ہو رہی ہے۔ جانتا تو لغت ساتھ لیتا آتا۔" "اور لگت اتھوا" کچھوے نے کہا۔ "بھائی دیکھو سوال تو وہ جو پوچھتے ہیں جس کو تم نے پرشن کہا تھا۔ جواب وہ جو وہ بتاتا ہے جس سے پوچھتے ہیں۔ اور لغت وہ جس میں لفظوں کا، بولوں کا، مطلب لکھا ہوتا ہے۔" "سمجھا، سمجھا" کچھوے نے کہا۔ "سوال اتھوا پرشن۔ جواب اتھوا اُتّر۔ مطبل سو یہ شبد ہم نے اپنے پُرکھوں سے سن رکھا ہے۔ جب جمنا ندی ادھر نیلوی کچہری کے پاس بہتی تھی اور بڑے بڑے مسلمان سَنت وہاں سورج نکلنے سے پہلے آ کر منہ ہاتھ دھوتے کُلاّ کرتے تھے، ان کی باتیں ہمارے پُرکھے سُنا کرتے تھے۔ اس میں سے کچھ شبد یاد رہ گئے تھے۔ سو مطبل تو ہم جانتے ہیں۔ مطبل اتھوا ارتھ۔ ہاں اور لگت اتھوا شبد کوش جس میں شبدوں کا ارتھ لکھا ہوتا ہے۔ سمجھے ہم سمجھ گئے۔"

"اچھا ہوا آپ سمجھ گئے۔ مگر پھر کل لغت یا آپ کا شبد کُش لاؤں گا تو آپ سے باتیں ہوں گی" مُلاّجی نے کہا۔

"نہیں نہیں" کچھوا بولا "ایسی بھی کیا بات ہے۔ دیکھیے تھوڑے سے سمے میں ہم نے ایک دوسرے کے کتنے شبد جان لیے۔ بات چیت چلے گی تو میں آپ کا مطبل سمجھ لوں گا۔ میرے شبدوں کا ارتھ آپ سمجھ لیں گے۔"

www.itsurdu.blogspot.com
Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"اچھا تو کچھو رام جی۔ کہیے تو کہ سوال نہیں آپ کا پرشن کیا ہے۔"

"پرشن یہ ہے مُلّا جی۔ کہ آپ کی اِتہاس کی پستکوں میں کیا لکھا ہے؟ کہیں یہ لکھا ہے کہ پراچین کال میں کچھوے اور خرگوش کی دوڑ ہوئی تھی۔ اور بھلا کیا لکھا ہے کہ کون جیتا تھا۔"

مولوی غفران کو ہوتے ہوتے کچھو رام کی بھولی بھولی باتیں کچھ اچھی لگنے لگی تھیں۔ پھر کچھ لفظ بھی نئے سیکھے تھے۔ پنڈت جی کے پوپلے پوپلے منہ سے باتیں اور بھلی لگتی تھیں۔ مگر کیا کرتے۔ سوال ایسا تھا کہ جس کا تعلق تاریخ قدیم سے تھا اور ان کا میدان تھا دینیات اور الٰہیات۔ اس میں کتے بلی، خرگوش اور کچھوے کا کیا کام۔ پھر آدمی دیانت دار بھی تھے۔ فرمایا "پنڈت جی، سچ بات یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔ یہ بات تو تاریخ کا کوئی ماہر ہو تو بتائے۔ ایسا ہی ہو گا تو کل اپنے ساتھ مدرسے کے تاریخ کے ماہر کو لیتا آؤں گا۔ ان سے آپ جو پوچھنا چاہیں پوچھ لیجیے گا۔ اب مجھے اجازت دیجیے۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔"

"اچھا اچھا۔ مُلّا جی شما کریں۔ میں کل انتجار کروں گا۔ ٹھیک ہے نا۔ یہ شبد انتجار۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ جو سمجھ میں آجائے وہی ٹھیک ہے۔ میں کل ضرور آؤں گا۔"

کچھو رام تھوڑی دیر تو کچھ دھیان میں وہیں کھڑے رہے۔ پھر ہلکے ہلکے پانی کی طرف بڑھے اور اس میں پہنچتے ہی یہ جا وہ جا۔ ایسا لگا جیسے سب باتیں بھول گئے ہوں اور جی میں جی آگیا ہو۔

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دوسرے دن صبح ہی گجردم کچھورام کنارے پر آن بیٹھے۔ مولوی غفران ٹھیک اپنے معیّن وقت پر آئے۔ ان کے ساتھ آج پروفیسر کچپاق بھی تھے۔ دُبلے پتلے۔ ہاتھ میں ایک کُبڑی لکڑی۔ اسے برابر گھماتے جاتے یا چلتے چلتے جوتے کی نوک سے اس پر ٹھوکر لگاتے جاتے۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے گردن کو ایک خاص انداز سے خفیف سا جھٹکا بھی دیتے رہتے، جیسے اپنے آپ سے دل ہی دل میں بحث کر رہے ہوں اور جہاں کہیں کوئی زوردار لفظ اس اندرونی مکالمے میں آجاتا ہو وہیں گردن کو خود بخود جنبش ہو جاتی ہو۔ کھڑے ہوتے تو چھڑی کے مونٹھ پر ان کی انگلیاں ایسے چلتیں جیسے ہارمونیم بجا رہے ہوں۔ غرض بُرے مزے کے آدمی تھے۔ آج مولوی غفران کی آنکھیں خلاف معمول پہلے سے پنڈت کچھورام کی متلاشی تھیں۔ وہ بھی پرتیکچھا میں چشم براہ تھے۔ دیکھتے ہی مولانا کے منہ سے نکلا "السّلام علیکم" اور پروفیسر کچپاق نے کہا "تسلیم پنڈت جی" پنڈت کچھورام بولے "نمستے۔ کلیان ہو۔ کلیان۔ آپ آگئے۔ جی ادھک پرسنّ ہوا۔"

"اوہو" مولانا غفران بولے "لغت وہی آپ کا شبد کُش تو لانا بھول ہی گیا۔ خیر یہ تو دعا سلام تھا۔ سمجھیے کہ سمجھ ہی لیا۔ اب آپ اپنا سوال ہاں وہی اپنا پرشن کیجیے۔ یہ پروفیسر کچپاق تاریخ کے بڑے ماہر ہیں۔ یہ آپ کا جواب یعنی اُتّر دیں گے۔"

"پروفیسر کشیپ جی۔ ایک بات ہمیں بہت دن سے ستا رہی ہے۔ کل مُلّا جی سے پوچھی تھی

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

www.itsurdu.blogspot.com
Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تو انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ پرفشرجی کو ساتھ لائیں گے۔ سو اب آپ سے وہی بات پوچھنی ہے۔ بات یہ ہے کہ پراچین کال میں کیا کبھی خرگوش جاتی اور کچھوا جاتی کے لوگوں میں کوئی دوڑ ہوئی تھی۔ اور ہوئی تھی تو جیت کس کی ہوئی تھی اور ہارا کون تھا۔ ہمارے یہاں پرکھوں سے یہ بات چلی آتی ہے کہ دوڑ ہوئی تھی اور کچھوا جیتا تھا۔"

پروفیسر کیچاق کو ایسا لگا کہ پنڈت جی نے انھیں کوئی بچوں کی کہانیاں لکھنے والا اٹ پونجیا سمجھ لیا ہے اور صبح کی ہوا کے سرور میں ان کی طبیعت کچھ پھریری ہے اور یہ مجھ سے مذاق کرنے چلے ہیں۔ سخت ناخوش ہوئے۔ انھیں ویسے بھی ناخوش ہونے میں کچھ زیادہ جتن نہیں کرنے پڑتے تھے۔ بولے "حضت، کچھوے اور خرگوش سے میرے فن کو کیا علاقہ۔ میں تو تاریخ کا استاد ہوں۔ اقوام و ملل کے عروج و زوال کے عمل مسلسل پر تفکر و تعقل میرا کام ہے۔ قوائے دولت آفریں کی مخصوص اشکال کے تقاضوں کا تفحص اور ہیئت اجتماعیۂ انسانیہ پر ان کے اثرات کی توضیح، معاشرے میں طبقاتِ معاشی کے تصادم کے ناگزیر عواقب و نتائج کی تشریح، محرکاتِ انقلابی کے ظہور و بلوغ کے اسرار و غوامض کو تحقیق و عقیدت کے آمیزے سے قابلِ فہم بنانا، استعمار اور استحصال کے داخلی تضادوں کی روشن بصیرت اور ان عفریتوں کے مفتوح و معدوم ہونے پر انسانیت کی حقیقی تاریخ کا ایک عقلی و معروضی نقشہ مرتب کرنا۔ یوں کہ ماضی سے مستقبل منطقی لزوم کے ساتھ مستخرج ہو۔ یہ میرا کام ہے۔ یہ کچھوے اور خرگوش سے متعلق استفسار آپنے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مجھ سے خوب فرمایا:"

کچھوے بیچارے کا سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا۔ گھبرا کر جو اندر کو دم کھینچا تو جھرّیوں والے چہرے کے نیچے گردن میں گھیگے کی طرح کچھ پھول سا گیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہ بیٹھ گیا تو ایسا لگا کہ ان کی جان میں جان آئی۔ پروفیسر صاحب سے کچھ کہنے کی ہمت کہاں تھی، کچھ سہمے سہمے ڈرتے ڈرتے مُلّاجی سے بولے "مُلّاجی، کیا بات ہوئی۔ کیا پر فسر جی ہم سے کچھ روٹھ گئے۔ یہ اتنی ڈھیر سی گالیاں ہمیں کیوں دے ڈالیں۔ ہم نے انجان ہونے کے کارن ایک بات پوچھی تھی۔ وہ تو برس ہی پڑے۔ سمجھے تو ہم کچھ نہیں اور آپ شبد کوش بھی لے آتے تو کہاں تک مجھے سب شبدوں کا ارتھ بتاتے اور گالیوں کا ارتھ شبد کوش میں بھی کہاں تک ملتا۔ پر یہ تو بتایئے کہ یہ ایسے روٹھ کیوں گئے۔ میں ان سے شما مانگتا ہوں، اب کچھ نہیں پوچھوں گا۔ بس چپ ہی بھلی:"

مولوی غفران جنھیں لڑکے آپس میں غفر غش کہا کرتے تھے اس نام میں سامی اور آریائی زبانوں کی دو ثقیل آوازوں کی یکجائی سے گمان ہوتا تھا کہ سخت قسم کے آدمی ہیں مگر سچ یہ ہے کہ بڑے نرم مزاج بھلے مانس تھے۔ انھیں کچھوا م غریب پر ویسے ہی ترس آ رہا تھا۔ اور پروفیسر صاحب کے ذہنِ مبارک سے لفظوں کا جو آبشار رواں تھا اس پر یہ خود تعجب اور حیرت میں تھے۔ انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ پروفیسر سے رات کوئی رجعت پسند نوجوان الجھ گیا تھا۔

۱۶

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

جس سے ان کی طبیعت بہت بدمزہ ہو گئی تھی۔ خون کا دباؤ ویسے ہی کچھ زیادہ رہتا تھا شاید کچھ اور بڑھ گیا تھا، پھر رات بھر سوئے نہیں تھے۔ سویرا ہوتے آنکھ لگی تھی کہ مُلّاجی فجر کی نماز اول وقت پڑھ کر ان کے کمرے پر پہنچ گئے اور اٹھا دیا۔ رات بھر جاگنے کے بعد صبح سوتے ہوئے پکڑا جائے تو آدمی بہت کھسیانا ہوتا ہے۔ مُلّاجی نے کواڑ کھٹکھٹائے تو پروفیسر ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے اور اس ڈر سے کہ مُلّاجی یہ نہ کہیں کہ صبح کی نماز نہیں پڑھی بولے "ابھی نماز پڑھ کر لیٹ گیا تھا کہ آنکھ لگ گئی"۔ مُلّاجی نے کہا "آج ذرا ٹہلنے ساتھ چلیے۔ آپ کو ایک بوڑھے پنڈت سے ملائیں، وہ آپ سے ملنے کے بہت مشتاق ہیں"۔ پروفیسر رات والے نوجوان سے ایسے ناخوش ہوئے تھے کہ بوڑھے پنڈت سے ملنے کی طرف طبیعت راغب ہو گئی۔ ورنہ معمولاً یہ بوڑھوں سے بہت تنگ اور ان کی طرف سے خاصے بدگمان رہتے تھے۔ پھر مولانا سے ان کے مراسم بھی بہت محبّت اور خلوص کے تھے، ساتھ چلے آئے۔ لیکن چھوٹے کے اس سوال پر، کہ ان کے نزدیک اس میں ان کے فن محترم کی ہنسی اڑانی مقصود تھی، بھرے پڑے تھے۔ ورنہ یوں باوجود اعصابی امراض کے یہ بھی بڑے نرم گفتار اور ملنسار آدمی تھے۔

مُلّاجی نے چاہا کہ صفائی ہو جائے۔ چھورام سے کہا "پنڈت جی آپ کو بالکل غلط یہ گمان ہوا کہ پروفیسر صاحب نے آپ کو گالیاں دیں۔ یہ تو اپنے علم کے، جسے آپ ودیا کہتے ہیں، حدود اربعہ بتا رہے تھے"۔

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"بدودا ربا۔ اتھوا" کچھوے نے بے سوچے پوچھ لیا۔

"حدود اربعہ اتھوا چو حدی یعنی یہ وِدّیا چاروں طرف کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔"

"اتھوا اپنی وِدیا کی سیمائیں بتا رہے تھے۔ سمجھے، ہم سمجھے" کچھوے نے کہا۔

"اور بھائی پروفیسر صاحب۔" ملا جی نے کہا" آپ کو بڑی غلط فہمی ہو گئی۔ پنڈت جی کا مقصد ہرگز آپ کی ہنسی اڑانا نہ تھا۔ یہ بات تو ان کے سان گمان میں بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ بیچارے تو کئی دن سے اس بات کا پتہ چلانا چاہ رہے تھے کہ کبھی کچھوے اور خرگوش کی دوڑ ہوئی ہے یا نہیں۔ اور ہوئی ہے تو کون جیتا اور کون ہارا۔ یہ بات ان کے جی کو لگی ہوئی ہے۔ مجھ سے بھی پوچھ چکے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ یہ کوئی دینیات کا مسئلہ تو ہے نہیں کہ میں بتا سکوں۔ اس لیے تاریخ کے ایک بڑے ماہر کو اپنے ساتھ لے آؤں گا۔ پچھلے زمانے میں جو کچھ ہوا ہے اس کا کھوج یہی لگاتے ہیں اور یہی اس کا حال جانتے ہیں۔ غلطی ہوئی تو مجھ سے ہوئی۔ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔"

"شما چاہتا ہوں پرفیسر جی۔ شما دے دیجیے۔ میں بھلا آپ کی ہنسی کیسے اڑاتا۔ آپ جیسے وِدوانوں کے درشن کب کب ہوتے ہیں۔ یہ خرگوش اور کچھوے کی دوڑ کا پرشن مجھے نہ جانے کب سے ستا رہا ہے۔ کبھی پانی میں جاتا ہوں۔ کبھی دھرتی پر آتا ہوں۔ نہ وہاں چین ملتا ہے نہ یہاں۔ جی کو ایسی بے کلی ہے کہ نیند نام کو نہیں آتی۔ ویسے ہی بڑھاپے کے کارن نیند

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کم ہوتی ہے۔ پر ادھر تو پستھوں سے پلک نہیں جھپکی۔ میری باتوں میں کوئی اونچ نیچ ہو گئی ہو تو شما چاہتا ہوں۔"

مُلّا جی اور کچھورام یہ سب کہہ رہے تھے اور پروفیسر کیچاق تھے کہ اپنی چھڑی گھمائے جاتے تھے اور چُپ تھے۔ آخر کو بولے۔ "مولانا۔ بہت نادم ہوں کہ اس کم بخت بے خوابی نے اعصاب کی یہ حالت کر دی ہے۔ میں تو آیا ہی تھا پنڈت جی کی مدد کرنے لیکن ان کا سوال مجھے کچھ ایسا بے تکا لگا کہ میں سمجھا کہ یہ میری اور، میں تو خیر کیا چیز ہوں، میرے مضمون کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ اپنی ہنسی کا تو میں خیال نہیں کرتا مگر میرا مضمون، نہیں مضمون کی شان میں کسی کی بے ادبی مجھے گوارا نہیں۔ مضمون، کیسا مضمون؟ تقدیرِ کائنات اس سے وابستہ کہ شہنشاہِ کائنات انسان کے ماضی کی تفسیر اور مستقبل کی نشان دہی اس کے سپرد ہے۔ نہیں، یہ مضمون کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ میں سمجھا یہ میرے مضمون کو کتّے بلّی، کچھوے، اور خرگوش کی کہانی، سمجھتے ہیں۔ اس لیے میرا فرض تھا کہ انھیں بتا دوں اور میں نے بتایا۔ ہاں ذرا تفصیل سے اور ذرا شدّت سے کہ میرے مضمون کا موقف یہ نہیں ہے۔ مولانا۔ میرا حال کچھ یہ ہے کہ ناگواری میں کلام میں طوالت اور زور دونوں پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ غریب سمجھے کہ میں گالیاں دے رہا ہوں۔ گالیاں۔ مؤرخ اور گالیاں۔ مفسّرِ تقدیرِ انسانی اور گالیاں۔ شاید یہ میری زبان بھی نہیں سمجھتے۔ اس لیے مولانا آپ انھیں

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com
www.itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پوری طرح اطمینان دلا دیجیے کہ میں نے کوئی گالی نہیں دی۔ میرا کام یہ نہیں ہے۔ گالیاں دیتے ہوں گے اپنا وجود قایم رکھنے کے لیے اہلِ سیاست، اپنے اخباروں کی بکری کے لیے اہلِ صحافت یا ناخوشی اور بدمزاجی میں ادیب اور شاعر۔ مورخ کو گالیاں دینے کی فرصت کہاں۔ ہاں تو تسلی دیدیجیے انھیں کہ میں نے کوئی گالی نہیں دی اور یہ مجھے معاف کردیں کہ میں نے ان کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس کچھوے اور خرگوش کے معاملے میں ممکن ہے کہ ادب کا پروفیسر آپ کے دوست کی مدد کرسکے۔ مجھے معذور جان کر معاف فرما دیجیے اور ہاں۔ واپس نہیں چلیے گا۔ بہت وقت ہوگیا۔"

"ملاجی نے کہا" یار پروفیسر، بہت بہکنے لگے ہو۔ چلتے چلتے یہ اہلِ سیاست اور صحافیوں کو ادیبوں اور شاعروں کو بھی لپیٹ لیا۔ خیر جھگڑا ختم کریں۔"

پھر مسکرا کر کچھوے سے کہا "یہ شما مانگتے ہیں۔ میرے دوست کی باتوں میں کچھ ایسا زور تھا کہ آپ سمجھے گالیاں دے رہے ہیں۔ گالیاں تو ہوتی ہی ہیں زور دار۔ مگر اور بول بھی تو زور والے، شور والے، ہوتے ہیں، سب گالیاں نہیں ہوتے۔ آپ تو سہم گئے۔ ان کا مطلب الٹوا ہی مطلب بُرا نہ تھا۔ اور اب انھوں نے صلاح بہت ٹھیک دی ہے کہ کسی ادب کے ماہر سے آپ کا پرشن پوچھا جائے۔ کل ہوسکا تو انھیں ساتھ لیتا آؤں گا۔

"یہ ادب کیا ہوا، ملاجی؟" کچھوے نے پوچھا۔

"کیسے بتاؤں۔ ادب وہ ہوتا ہے جس میں بڑے سُندر شبدوں میں آدمی کے دل کی باتیں

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کہی جاتی ہیں۔ شبدوں میں کبھی ایسی مٹھاس گھول دیتے ہیں کہ گڑ سے زیادہ میٹھے لگتے ہیں۔ کبھی وہ روانی دے دیتے ہیں کہ لگتا ہے دریا امنڈ آیا ہے۔ وہ زور بھر دیتے ہیں کہ شبد دلوں کو ہلا دیں، پہاڑوں کو چیر دیں۔ اس میں کہانیاں لکھتے ہیں جو لوگ پیڑھیوں تک یاد رکھیں۔ اس میں شبدوں کو ایسے جوڑتے ہیں کہ وہ سنتے ہی جی میں اُتر جائیں۔ لوگ انھیں گاتے ہیں۔ گنگناتے ہیں، اور مزا لیتے ہیں۔ اس میں آدمی کو اپنا حال دکھائی دیتا ہے جیسے آئینے میں کوئی اپنی صورت دیکھے۔ ادب ہنساتا ہے، رُلاتا ہے، جی کو گرماتا ہے، ہمّت دلاتا ہے، حوصلہ بڑھاتا ہے، اور ہمارے ہنر اور عیب سب ہم پر کھول دیتا ہے۔ اور نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے اس میں۔ میں تو دینیات کا استاد ہوں پوری بات نہیں جانتا۔ مگر یہی سب ہوتا ہے ادب۔"

کچھوا بہت غور سے سنتا رہا اور بولا "مُلّاجی تم نے بتایا اس سے تو ہمیں ایسا لگتا ہے ادب ساہتیہ کو کہتے ہوں گے۔"

"ہاں ہاں۔ ٹھیک کہتے ہو پنڈت جی۔ ساہتیہ ہی کو کہتے ہوں گے ادب۔ اس لیے کہ وہ جو ہماری دلّی میں ساہتیہ اکادمی ہے وہ ادب ہی کا ادارہ تو ہے۔ ٹھیک ہے ادب اتھوا ساہتیہ۔"

"اچھا تو مُلّاجی۔ کل ساہتیہ کے پنڈت کو اوش لانا۔ ادھک سمے بیتا جاتا ہے" اور میری بے کلی دن پر دن بڑھ رہی ہے۔ مجھ پر دیا کرکے کل ہی انھیں ساتھ لے آنا۔ مُلّاجی۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"بہت اچھا پنڈت جی۔ کل ہی ساتھ لاؤں گا انھیں۔ بس اب چلیے۔ آداب۔"

"نمستے۔ مُلا جی اور پروفیسر جی۔ روٹھے تو نہیں ہو پروفیسر جی؟"

"سب ٹھیک ہے" مُلا جی نے کہا اور مولوی غفران اور پروفیسر کچھاق دونوں پُل کی طرف چل پڑے۔

"اچھے جھمیلے میں پھنس گئے ہم تو" کچھوے نے کہا "اب دیکھیں ساہتیہ والا کیا کہے۔ کہیں وہ بھی گرم نہ ہونے لگے۔ ایک سیدھی سی بات پوچھتے ہیں اور کوئی پتہ نہیں دیتا۔ نہ جانے کیسی ودیا ہے ان ودوانوں کی۔ اب دیکھیں کل کیا ہوتا ہے۔"

www.itsurdu.blogspot.com

۲۲

مولوی غفران کی دلچسپی کچھوے کے سوال میں بڑھتی جاتی تھی۔ مدرسے میں واپس آئے تو پہلے نہ نہائے دھوئے نہ ناشتہ کیا سیدھے ڈاکٹر فی الفور کے گھر پہنچے۔ ڈاکٹر فی الفور کو بہت تعجب ہوا کہ آج صبح صبح مولانا کیسے بھول پڑے۔ وہ صبح حقّہ پیا کرتے تھے اور اس میں ذرا اونگ بھی جاتے تھے۔ نہانے سے کچھ زیادہ رغبت نہ تھی۔ ہاضمہ کمزور تھا۔ اس لیے ناشتہ بھی رغبت سے نہ کرتے تھے۔ ابھی تو یہ حقّے ہی کی منزل میں تھے۔ مولانا غفران نے "السلام علیکم" کی "ع" کو حرف حلقی کے صحیح مخرج سے جو نکالا تو یہ چونک پڑے۔ بولے "مولانا آج کیسے اپنے قدموں کی برکت سے اس ناچیز کو نوازا۔ آئیے آئیے۔ تشریف رکھیے۔ اور مولانا ناشتہ بھی آج

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نہیں ہوجائے۔" مولانا نے فرمایا "بہت شکریہ۔ مگر میں نے ابھی غسل بھی نہیں کیا ہے۔" ڈاکٹر فی الفور بولے "مولانا یہ غسل کی آپ نے خوب کہی۔ کیا آپ پر ہر روز غسل واجب ہوجاتا ہے۔" مولانا کی کتری ہوئی مونچھوں اور ڈاڑھی کے بیچ میں مسکراہٹ کی ایک بہت باریک سی لکیر دکھائی دی۔ بولے "ڈاکٹر صاحب عادت سی ہوگئی ہے۔ واجب کا معاملہ نہیں ہے۔" "پھر تو ناشتہ نہیں ہو۔" فی الفور نے کہا۔ "ساتھ میں میں بھی کچھ کھالوں گا۔" مولانا نے کہا "کیوں۔ خیریت۔ کیا اکیلے آپ کچھ نہیں کھاتے ہیں؟ کیوں کیا بات ہے؟ بات کیا ہوتی۔" ڈاکٹر فی الفور نے کہا۔ "وہی قبض، وہی اُم الامراض، قبض۔ ہفتہ ہفتہ بھر گزر جاتا ہے۔ بس ہفتے میں ایک بار نہاتا ہوں اور ہفتہ میں ایک ہی بار کچھ بسط نصیب ہوتا ہے۔" "عجائب، عجائب" مولانا نے فرمایا عجائب۔ مگر بھئی یہ ناشتے اور قبض کا قصہ تو کسی اور دن طے کریں گے۔ آج تو آپ کو ایک تکلیف دینے آیا ہوں" "خیر تو ہے۔ فرمائیے" ڈاکٹر فی الفور نے کہا۔ مولانا بولے "کچھ ایسی بات نہیں۔ میں صبح صبح ٹہلنے دریا پر جاتا ہوں۔ وہاں ایک کچھوے سے ملاقات ہوئی۔" "کچھوے سے! آپ نے کیا فرمایا۔ کچھوے سے؟" مولانا نے کہا "جی ہاں۔ کچھوے سے۔" ڈاکٹر فی الفور نے حقّے کی نَے رکھ دی، اور کہا "کچھوے سے اور آپ کی ملاقات۔ خوب کہی مولانا خوب کہی۔ اور ملاقات کے لفظ پر تلاش کی داد دیتا ہوں۔"

"نہیں بھائی۔ ڈاکٹر۔ اس میں خوب کہنے کی کیا بات ہے۔ جی ملاقات ہوئی۔ باتیں

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہوئیں۔ بیچارہ بڑا نیک دل بھولا سا بوڑھا ہے۔ سخت الجھن میں ہے۔ مجھ سے ایک بات پوچھی۔ وہ دینیات سے متعلق نہ تھی اس لیے میں تو جواب دے نہ سکا۔ دوسرے دن پروفیسر کچاق کو لے گیا کہ سوال ماضی کے ایک واقعے سے متعلق تھا اور میں سمجھا کہ ماضی کے راز دان امین مؤرخ ہی ہوتے ہیں۔ وہ جو گئے اور اس غریب کچھوے نے ان سے وہی سوال کیا تو یہ ایسے بگڑے ایسے بگڑے، کہ میرے قلب میں تو یا حفیظ کا ذکر رواں ہو گیا۔ پروفیسر سمجھے کہ اس بوڑھے نے ان کی جان کر توہین کی ہے۔ ان کی اور اُن سے زیادہ ان کے مضمون کی تحقیر کی ہے۔ اور وہ تقریر جھاڑی ہے کہ بھولا تو کچھوا میرے چھکے چھوٹ گئے۔ تاریخ کے جو حدود اربعہ بتائے ہیں تو ایسے لگا کہ علم الٰہی سے بس گز دو گز ہی کم ہیں۔ بہرحال اس غریب کا سوال جہاں کا تہاں رہا۔"

"تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ مولانا؟"

"پروفیسر کچاق جب ذرا ٹھنڈے ہوئے تو انھوں نے یہ بتایا کہ سوال قصّے کہانیوں کا ہے، یعنی ادب سے متعلق ہے۔ کسی ماہر ادبیات سے پوچھیے۔ اس لیے دریا سے سیدھا آپ کے پاس آیا ہوں کہ کل میرے ساتھ تھوڑی دیر کو چلے چلیے۔ اس بڈھے کچھوے کی تسکین ہو جائے گی۔"

"تو مولانا سوال آخر کیا تھا؟"

"سوال اس کا یہ ہے کہ اگلے وقتوں میں کبھی خرگوش اور کچھوے میں دوڑ ہوئی تھی کہ نہیں۔ اور ہوئی تھی تو جیت کس کی ہوئی تھی۔ اس کا معتبر جواب چاہتا ہے۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"اوہو۔ وہی ایسپ والا قصہ۔ چلوں گا۔ آپ کے ارشاد پر ضرور چلوں گا۔ اچھا ہوا کہ آپ سے سوال پوچھ لیا۔ کثرتِ مطالعہ کی وجہ سے حافظہ کمزور ہوگیا ہے۔ اور شاید اس کمبخت قبض کا بھی کچھ دخل اس میں ہو۔ وقت پر اپنے تاریخ ادب کے نوٹ دیکھ لوں گا اور سائل کو مفصل معلومات بہم پہنچا دوں گا۔"

"بہت اچھا۔ تو میں اب چلا۔ کل صبح آپ کو لینے آؤں گا۔"

"اور وہ ناشتہ، مولانا۔ ناشتہ تو کیے جاتے۔"

"نہیں ڈاکٹر۔ اب ہمیں جانے دو۔ بے غسل کے کھانا جی کو نہیں لگتا۔"

"آپ کی خوشی۔ مگر میں بھی کھانے کے لیے یہی شرط لگاؤں تو شاید ہفتہ ہفتہ بھر کھانا نصیب نہ ہو۔"

"اچھا۔ خدا حافظ۔ کل ملیں گے۔"

صبح کی نماز پڑھ کر مولانا غفران جلدی جلدی ڈاکٹر فی النور کے یہاں پہنچے۔ ڈاکٹر ابھی سو ہی رہے تھے۔ مولانا نے زنجیر کھٹکھٹائی۔ پھر کچھ شور سا کیا تو یہ آنکھیں ملتے، مولانا کی نماز باجماعت کے خیال سے کچھ خجل، معذرت کرتے، جس میں اس موذی قبض کے نیند میں مخل ہونے کی دلیل بھی شامل تھی، اٹھے۔ منہ پر پانی کا چھپکا مارا اور اپنا پُرانا ربڑ سول جوتا پہنا جس کے ایک تلے میں چھوٹا سا سوراخ ہوگیا تھا اور جو اس زمانے کی یادگار تھا جب یہ بھی صبح ٹہلنے جایا کرتے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تھے۔ یہ جوتا انھوں نے شام ہی سے اس مہم کے لیے تیار کر رکھا تھا۔ ہاں تو یہ جوتا پہنا اور مولانا کے ساتھ ہو لیے۔

دریا پر پہنچے تو کچھوا نہ جانے کب سے منتظر بیٹھا تھا۔ استقبال کے لیے انچ دو انچ آگے بڑھا۔ دعا سلام ہوا اور مولانا نے اس سے کہا "حسب وعدہ ساہتیہ کے ایک بڑے جانکار کو ساتھ لایا ہوں۔ ساہتیہ کا سارا حال انھیں معلوم ہے۔ اب ان سے اپنی بات پوچھ لو۔"

کچھوے نے کہا "پنڈت جی مہودے۔ پرشن ہمارا یہ ہے کہ آپ کی پستکوں میں کہیں لکھا ہے کہ اگلے جگوں میں خرگوش اور کچھوے کی دوڑ ہوئی تھی کہ نہیں، اور ہوئی تھی تو جیت کس کی ہوئی تھی۔ سچ مچ کون جیتا تھا۔ منہ دیکھی مت کہنا، پنڈت جی مہودے کھری کھری بات ہمیں بتا دو کہ کون جیتا تھا۔"

ڈاکٹر فی الفور ادب کے پروفیسر تھے۔ تقابلی لسانیات سے انھیں کچھ بہت لگاؤ نہ تھا۔ "پنڈت جی مہودے" اور "پرشن" دونوں پر کھٹکے اور مولانا کی طرف کچھ الزامی نظر سے دیکھا۔ مولانا تاڑ گئے اور جب کچھوے نے اپنا جملہ ختم کیا تو انھوں نے ڈاکٹر فی الفور سے کہا "انھوں نے "پنڈت جی مہودے" احتراماً کہا ہے۔ اور آپ تو سیاق و سباق ہی سے سمجھ گئے ہوں گے کہ "پرشن" سے مراد سوال ہے۔"

"جی ہاں مولانا۔ سوال دلچسپ ہے اور اس میں تحقیق کے بہت سے پہلو ہیں۔

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

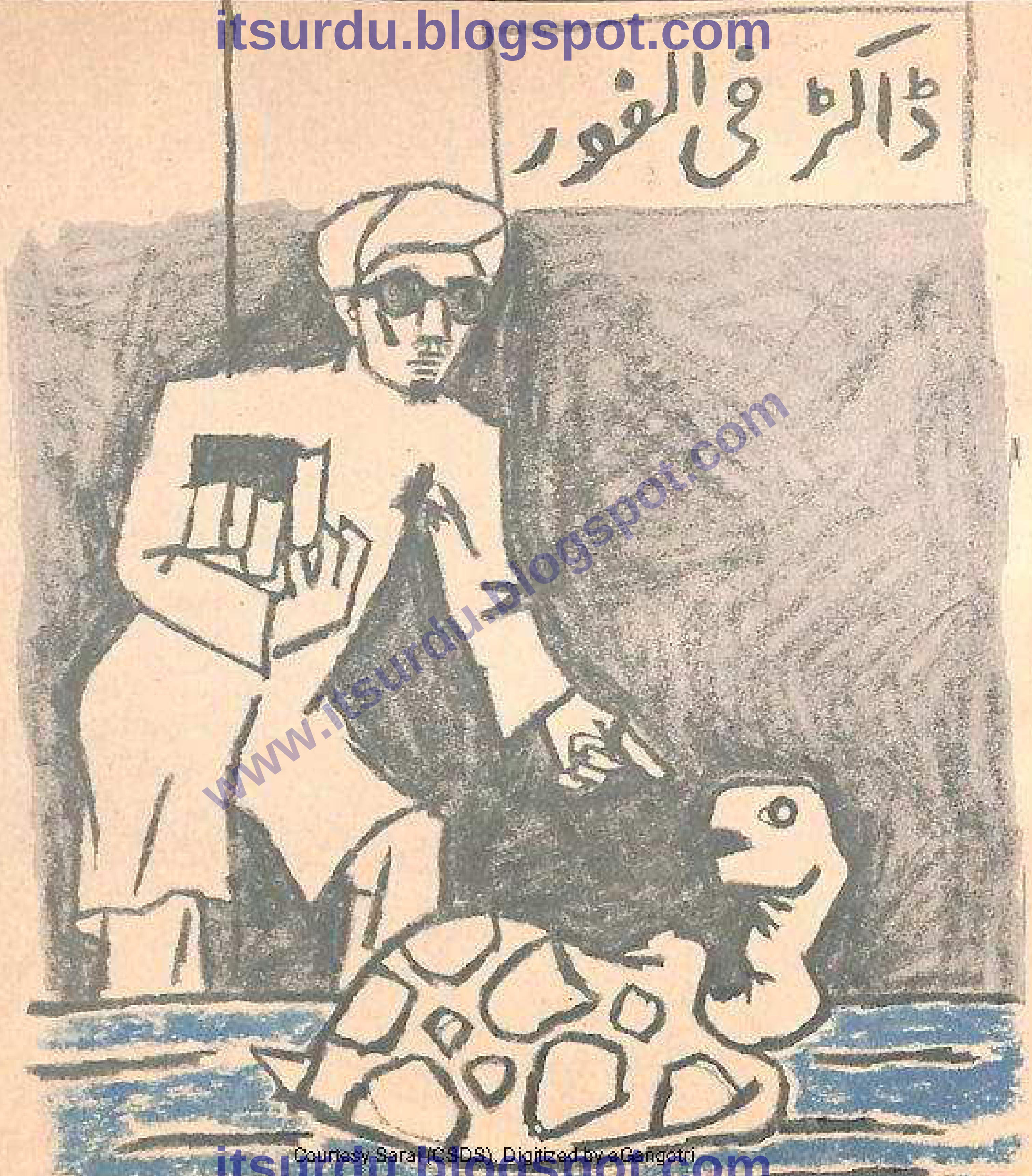

www.itsurdu.blogspot.com
Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مختصراً بیان کرتا ہوں صورتِ حال یہ ہے کہ جانوروں کی اور کبھی کبھی جانوروں اور آدمیوں کی ملی جلی کہانیاں پرانے زمانے سے ہندوستان اور یونان کے ساتھ مخصوص رہی ہیں۔ کہیں کہیں دوسرے ملکوں کے ادب میں بھی ایسے قصے ملتے ہیں لیکن زیادہ تر حصہ ان میں انھی دو ملکوں کا ہے، ہندوستان اور یونان کا۔ یہ قصے یونان میں ایسپ کے نام سے منسوب ہیں — ہندوستان میں زیادہ تر جاتک کہانیوں سے جو بُدھ کے جنم سے متعلق کہانیاں ہیں۔ آج کل ہمارے پاس ایسپ کے قصّوں کے نام سے جو مجموعہ ہے وہ یورپ میں چھاپے کا کام شروع ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد سنہ ۱۴۸۰ء میں ہائنرش اشٹائن ہاول نے لاطینی اور جرمن میں چھاپا تھا۔ آٹھ دس سال کے اندر اندر اس کا ترجمہ اطالوی، فرانسیسی، انگریزی، ولندیزی زبانوں میں ہو گیا، مگر اس مجموعے میں جو کہانیاں ہیں وہ فیڈرس نامی ایک یونانی نے پہلی صدی عیسوی میں نظم میں لکھی تھیں۔ ان کے علاوہ بعض کہانیاں یونانی نثر سے بھی لی گئی تھیں جنھیں اصلی ایسپ کی کہانیاں سمجھا جاتا تھا۔ مگر تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ یہ بھی پہلے نظم میں تھیں اور ان کا لکھنے والا تیسری صدی عیسوی کے آغاز میں ایک شہزادے کا اتالیق تھا۔ اس نظم کرنے والے نے لکھا ہے کہ اس نے بعض قصّے ایسپ سے لیے ہیں اور بعض دوسری جگہ سے۔ یہ دوسرے قصّے ایک سنگھالی سفارت کے ذریعہ سنہ ۵۲ء میں یورپ پہنچے تھے۔ فیڈرس کے قصّوں میں بھی ہندوستانی عنصر ملتا ہے۔"

کچھوے پر اس تقریر کا نہ جانے کیا اثر ہوا کہ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ مولانا نے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بھی محسوس کیا کہ سوال سے غیر متعلق علم کی یہ فراوانی غریب کچھوے کے کچھ کام نہ آئے گی۔ آہستہ سے بولے "ڈاکٹر صاحب کلام کو اتنا طول نہ دیجیے۔ مختصراً جواب دیدیجیے۔ ان کی تسکین ہوجائے گی:"

مولانا کی آواز سن کر کچھوے نے آنکھیں کھول دیں۔ مگر ڈاکٹر فی الفور کو یہ قطع کلام اچھا نہ لگا۔ بولے "حضرت مولانا۔ معاف فرمائیں۔ میری بات کوئی بیچ سے کاٹتا ہے تو مجھے شدید کرب ہوتا ہے۔ آپ سے کہہ چکا ہوں کہ قبض کی وجہ سے حافظہ کمزور ہوگیا ہے۔ کثرت مطالعہ کی وجہ سے علم کا اتنا ذخیرہ فراہم ہوگیا ہے کہ ایک مال دوسرے مال میں مل جاتا ہے۔ اس لیے میں نوٹ رکھتا ہوں۔ رات ہی اس مسئلے پر اپنے نوٹ آپ کی خاطر دیکھے ہیں۔ اب اگر آپ مجھے اپنی بات پوری نہیں کرنے دیں گے تو نہ جانے کہاں کی بات کہاں پہنچے۔ اور اس آبِ صافی میں کہ آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں نہ جانے اور کیا کیا مل جائے۔ اور سچ یہ ہے کہ میں تو یہ سب کچھ آپ سے کہہ رہا ہوں۔ ان کچھوے صاحب سے مجھے کیا سروکار۔ میں تو ان کے سوال کو آپ کا سوال سمجھتا ہوں۔ اور اہلِ علم کو اہلِ علم سے جس شان کے ساتھ بات کرنی چاہیئے اس شان سے بات کر رہا ہوں۔ مجھے بولنے دیجیے اور براہِ کرم بیچ میں نہ بولیے۔ ہاں۔ تو میں کیا کہہ رہا تھا۔ بات بالکل ذہن سے اتر گئی۔ توبہ۔" مولانا نے کہا "آپ کسی فیڈروس کا ذکر کر رہے تھے کہ اس کے قصوں

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri.
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

میں بھی ہندوستانی اثر ملتا ہے:"

"ٹھیک ٹھیک۔ ہاں۔ ان ہی قصوں میں ہندوستانی اثر ملتا ہے۔ ہندوستان میں ویسے جانوروں کے سبق آموز قصے بیدپائی ادب میں اور اس سے بھی پہلے جاتک کہانیوں میں ملتے ہیں۔ یہ قصے ہندوستان سے لنکا پہنچے۔ جناب مسیح سے کوئی تین سو سال پہلے۔ اور غالباً اس سفر سے پہلے ان پر یہاں کوئی دو سو سال بیت چکے تھے۔ جاتک کہانیوں میں ایک حال کی کہانی ہوتی ہے ایک ماضی کی۔ حال کی کہانی سے شیخ کو کہیے یا گرو کو ماضی کی کہانی یاد آتی ہے اور اسے بیان کرتے ہیں اور آخر میں ایک مصرعے کے اندر اس کا خلاصہ کر دیتے ہیں:"

ڈاکٹر صاحب کے بیان میں دریا کا سا بہاؤ تھا۔ اُدھر وہ غریب کچھوا چپ دم سادھے، آنکھیں میچے۔ ادھر مولانا سخت اضطراب کے عالم میں۔ باوجود تنبیہ کے مولانا سے نہ رہا گیا اور بولے "بھئی ڈاکٹر۔ للہ بس کرو۔ اس غریب کے سوال کا جواب دینا ہو تو دے دو ورنہ اس غریب پر اور مجھ نیاز مند پر رحم کرو۔ اچھا چلو گھر چلیں، دن چڑھ رہا ہے:"

ڈاکٹر فی الفور نے جواب سے پہلے گلا صاف کرنے کے لیے ذرا کھکارا تو منہ سے رات والے پان کی چھالیاں نکل پڑیں۔ گلا ٹھیک صاف نہیں ہوا تو بیٹھی ہوئی آواز میں بولے۔

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"دیکھیے، مولانا، آپ پھر بیچ میں بولے۔ پوری بات آپ کو اور ان حضرت کو نہ بتاؤں تو جواب کیسے ہوگا۔ میں ادھورے کام کا قائل نہیں ہوں۔ یا چپ رہتا ہوں یا پوری بات کہتا ہوں۔ بہ ادنیٰ تغیرِ لفظی غالب کا شعر میرے حسبِ حال ہے۔

پُر ہوں میں علم سے یوں راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

(کلامِ موزوں کی تاثیر سے یہاں ڈاکٹر فی الفور کی آواز خود بخود کھُل گئی)

آپ نے چھیڑا ہے تو سُنیے۔ پوری بات سُنیے۔۔۔۔۔۔ مگر لاحول ولا قوۃ۔ میں تو پھر بھول گیا کہ کہہ کیا رہا تھا۔ مولانا آپ بات کاٹ کر کیا ظلم کرتے ہیں۔ بتائیے میں کیا کہہ رہا تھا۔"

مولانا نے کہا "جی تو نہیں چاہتا کہ بتاؤں۔ میرا حافظہ ابھی ٹھیک ہے۔ اس لیے آپ کی ساری تقریر کا بوجھ میرے ذہن پر ہے۔ آپ کے پاس تو سہل نسخہ ہے۔ بھول جاتے ہیں اور پھر تازہ دم ہو کر نیا حملہ شروع کرتے ہیں۔"

"مولانا یہ باتیں رہنے دیجیے۔ بتائیے کہ میں کیا کہہ رہا تھا۔ وقفہ زیادہ ہوگا تو مجھے سلسلہ ملانے میں بڑی دقت ہوگی۔ بتائیے، جلد بتائیے۔"

مولانا نے کہا "ہاں بھائی بتانا ہی پڑے گا۔ آپ جاتک کہانیوں میں حال کی کہانیوں اور ماضی کی کہانیوں کی آمیزش کا ذکر فرما رہے تھے۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"ہاں۔ہاں۔اصل میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ یہ ماضی کی کہانیاں اور ایسپ کی بہت سی کہانیاں بہت ملتی جلتی ہیں۔ایسپ کی بعض اور کہانیاں مہابھارت کی بعض کہانیوں سے بھی ملتی ہیں۔اور مولانا اس پر لوگوں نے بہت سر مارا ہے کہ یہ کہانیاں یونان سے ہندوستان پہنچیں یا ہندوستان سے یونان۔اس کا حل محققین نے تالمد کی کہانیوں، مدراش ادب کی تیس کہانیوں سے کیا ہے کہ ان سے ملتی جلتی کہانیاں ہندوستانی بھی ہیں یونانی بھی۔ لیکن یاد رکھنے کا نکتہ یہ ہے کہ جہاں تالمد کی کہانی یونانی کہانی سے مختلف ہے وہاں ہمیشہ ہندوستانی کہانی کے مطابق ہے۔ویسے بہت ہی بعید از قیاس ہے کہ یونانی کہانیوں کے ترجمے عبرانی میں ہوئے ہوں اور پھر وہ ہندوستان پہنچے ہوں۔لازم ہے کہ کہانیاں ہندوستان سے یونان گئی ہیں۔سب سے قدیم ہندوستانی مجموعہ چوتھی صدی قبل مسیح بلکہ اس سے بھی پہلے کا ہے یعنی پنچ تنتر۔ہتوپدیس اس کی ایک بعد کی شکل ہے جس میں الگ الگ کہانیاں بیان کے ایک رشتے میں پرو دی گئی ہیں۔کلیلہ و دمنہ کی شکل میں یہ قصے قدیم فارسی اور عربی کے توسط سے لاطینی میں پہنچے اور اس پر کئی قصہ نویسوں نے اپنی اپنی عمارت بنائی۔ یورپ میں ان پر کیا کیا گزری۔فیڈرس کی لاطینی نظم۔بابریس کی چھٹی یونانی نثر۔میری دی فرانس کا وسطی انگریزی سے ۱۰۳ کہانیوں کا ترجمہ اور براخیہ نقدان، انگریز یہودی کی ۱۰۷ کہانیوں کا مجموعہ جس کا نام تھا مشلے شوالم" یعنی لومڑی کی کہانیاں اور اشٹائن ہاول

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

لاناتین اور بن خانی اور ماکس مُلر کی تحقیقات کی تفصیل سنانے کو جی چاہتا ہے۔ مگر آپ تو پہلے ہی سے کسمسا رہے ہیں۔ مولانا۔ ناحق اس موضوع پر رات دیر تک اپنے نوٹ دیکھا کیا۔"

"بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب" مولانا نے ذرا بے صبری سے کہا "اس کہانی کو ختم ہی کیجیے۔ اس علم کے دریا میں اس غریب کچھوے کا سوال تو ڈوب کر غائب ہی ہوگیا۔ اب بھی آپ بتا سکیں تو بتائیے کہ واقعی خرگوش اور کچھوے کی دوڑ ہوئی تھی یا نہیں۔ اور ہوئی تھی تو کون جیتا تھا۔ قصہ تو ہم نے بھی سنا ہے اور اس غریب نے بھی سنا ہے مگر حقیقت کیا تھی۔"

کچھوے نے بھی کہ آنکھیں بند کیے سو سا گیا تھا آنکھیں کھولیں اور متوجہ ہوا۔ کبھی مولانا کی طرف تکتا کبھی ڈاکٹر فی الفور کی طرف۔

ڈاکٹر فی الفور نے کہا "حقیقت۔ اس ضمن میں یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں حقیقت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو حقیقت خارجی، حقیقت معروضی اور ایک حقیقت ہوتی ہے حقیقت موضوعی، حقیقت تخیلی۔ ادب میں فرماں روائی ہوتی ہے حقیقت تخیلی کی۔ خارجی حقیقت، طرح طرح کی، ادیب یا شاعر کے شعور میں داخل ہوتی ہے۔ وہاں وہ تخییل کے سہارے ایک نئی حقیقت کی تعمیر کرتا ہے۔ اس عمارت میں نہ جانے کون کون سی خارجی حقیقتیں یکجا ہو جاتی ہیں اور ایک اچھوتی نرالی حقیقت وجود میں آتی ہے۔ یہ خارجی حقیقتوں

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کو جوڑتا ہے۔ کسی سے زیادہ لیتا ہے کسی سے کم اور ان کی آمیزش سے ایک مرکب بناتا ہے۔ اس کی نئی عمارت میں کہیں کی اینٹ ہوتی ہے کہیں کا روڑا۔ کہیں سے بہت کہیں سے تھوڑا۔ اس نئی حقیقت کو وہ اپنی قوتِ اظہار کو کام میں لاکر لفظوں کا لباس پہناتا ہے۔"

"ڈاکٹر مار ڈالا۔ مار ڈالا تم نے۔ یہ کیا معمے پیش کر رہے ہو۔ کچھ پلّے نہیں پڑا۔ آخر اس خرگوش اور کچھوے والے قصّے سے اس سب کا کیا تعلق۔"

"جناب مولانا۔ تاریخ ادبی پیش کرتا ہوں تو وہ آپ کو نہیں بھاتی۔ ماہیتِ ادب پر روشنی ڈالتا ہوں تو آپ کے پلّے کچھ نہیں پڑتا۔ چہ کُنم۔ آخر ادب کا فاضل ہوں۔ ادب کی اعلیٰ تعلیم میرے سپرد ہے۔ اس کی روٹی کھاتا ہوں۔ میں اگر قصّے اور وہ بھی جانوروں کے قصّے سناتا اور ان کی تفسیر کرتا پھروں تو تُف ہے مجھ پر۔ سچ تو یہ ہے کہ ادب کی اعلیٰ تعلیم میں تو جانوروں کے قصّے کیا ادب کے بڑے بڑے شاہ پاروں کی طرف توجہ کرنا غیر ضروری ہو گیا ہے۔ ادب کی تاریخی جڑوں تک پہنچنا، شخصی اور جماعتی دونوں کی تہ کو پہنچنا ہمارا کام ہے اور اس میں عمریں کٹ جاتی ہیں، عمریں۔ کلام پڑھنے سے پہلے شاعر کے مفصل حالاتِ زندگی کا جاننا ضروری ہے۔ اس کی زندگی کو سمجھنے کے لیے اس کے جماعتی ماحول پر بھرپور نظر درکار ہے۔ جماعتی ماحول میں اس جماعت کے ماضی کی ساری تاریخ کا جاننا لازم ہے۔ یہ گوہر ایسے دل کش ہیں کہ پھر کسی طرف منہ پھیرنے کو جی نہیں چاہتا۔ میں نے ابھی حضرت فغفور پر جو

۴۴

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

تحقیقی مقالہ شائع کیا ہے اور جس پر مجمع علمی کا اول انعام مجھے ملا ہے وہ ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں ۳۰۰ پر شاعر کے حالاتِ زندگی ہیں اور ان کے حالات کیا ان کے سب معاصرین کی مختصر مگر مستند سوانح عمریاں ہیں اور ۴۵۰ صفحوں میں جماعتی ماحول پر ایسا تبصرہ ہے کہ ہندی اور ایرانی تاریخ پر زمانۂ قدیم سے آج تک کے حوادثِ مؤثرہ پر طائرانہ نظر پڑ جاتی ہے۔ ۵۰ صفحے میں ضروری حوالے ہیں۔ کلام جن بحروں میں ہے ان پر بحث ہے اور کلام کے کوئی ۲۰۰۰ لفظوں کا فرہنگ ہے اور ایک اشاریہ ہے اور ہاں بھول گیا اسی حصّے میں اردو میں فارسی لفظوں کے املا سے متعلق ایک مختصر مگر خاصی بصیرت افروز بحث ہے۔"

کچھوے نے پھر آنکھیں بند کرلی تھیں۔ مولانا بار بار پینترا بدل رہے تھے۔ ان کے صبر کا پیالہ لبریز ہوگیا تھا۔ بولے "بس جانے دو ڈاکٹر۔ اچھے ڈاکٹر نکلے تم تو۔ سوال کا جواب بنتا نہیں۔ ایران توران کے خرافات بک رہے ہو۔"

"آپ کی گفتگو معیارِ فصاحت اور میزانِ تہذیب سے گرتی دکھائی دیتی ہے۔"

مولانا سنبھلے اور بولے "بھائی معاف کرو۔ آپ کے طولِ کلام سے جی جھنجھلا گیا ہے۔ اور پتے کی بات ہنوز ندارد۔"

"یعنی کیا؟"

"یعنی یہ کہ اس خرگوش اور کچھوے والے قصّے کی حقیقت کیا ہے؟"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"سنیے مولوی صاحب۔ حقیقت کا مسئلہ تو میں سمجھا چکا ہوں۔ تفصیل کروں گا تو آپ بھڑیں گے۔ بات یہ ہے کہ ان جانوروں کی کہانیوں میں مصنّف جانوروں کو بہ حیثیت علم یا نشان استعمال کرتا ہے۔ موٹی موٹی خوبیوں اور بُرائیوں کو اس میں جانوروں کی شکل میں پیش کرتا ہے جیسے ہمّت کے لیے شیر۔ لالچ کے لیے بھیڑیا۔ مکّاری کے لیے لومڑی۔ معصومیت کے لیے بھیڑ کا بچہ۔ اقدارِ اخلاق کی تجرید کا یہ پہلا سبق ہے۔ مکّاری یعنی لومڑی پن۔ بہادری یعنی شیر پن۔ بے رحمی یعنی بھیڑیا پن۔ تیز روی یعنی خرگوش پن۔ سست رفتاری یعنی کچھوا پن۔ بچّوں کے سیدھے سادے دماغ کے لیے ان میں کشش ہوتی ہے۔ کچھ ہنسی کی باتیں بھی ہوتی ہیں جنھیں بچے پسند کرتے ہیں۔ ان قصّوں میں جن خوبیوں کی تلقین کی جاتی ہے وہ بھی سیدھی معمولی خوبیاں ہوتی ہیں یعنی جانوروں کی صفتوں سے ملتی جلتی خوبیاں۔ اعلیٰ خوبیاں مثلاً علم۔ حُسن۔ پاسداری۔ مروّت۔ یہ ان کی پہنچ سے باہر ہوتی ہیں۔"

"بھئی ڈاکٹر کیا ذہن پایا ہے۔ کیا زبان پائی ہے۔ آپ نے۔ سارا سویرا بیت گیا۔ اور ہم ہیں کہ آپ کے دریائے خوش کلامی کے بھنور میں چکر کاٹ رہے ہیں۔ یہ بتائیے مختصر لفظوں میں کہ اس قصّے میں کچھوا جیتا تھا یا خرگوش۔"

"جناب قصّے میں قصّہ ہوتا ہے۔ نہ کوئی ہارتا ہے نہ کوئی جیتتا ہے۔ یوں تو خرگوش ہارا تھا کچھوا جیتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ شرائط ہیں۔ خرگوش کو دوڑ میں سو جانا

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

چاہیے اور کچھوے کو جاگتے رہنا، چلتے رہنا چاہیے۔ اگر خرگوش برابر ہے تیز رفتاری کے اور کچھوا مرادف ہے سست رفتاری کے تو یہ نتیجہ مہمل ہے لیکن اگر قصے والا خرگوش برخود غلط غفلت کا علم ہے اور کچھوا سعیِ پیہم اور بیداری کا علم تو یہ نتیجہ قرینِ عقل ہے۔ لیکن جناب یہ سب بتانا میرا کام نہیں۔ آپ سنیں تو کچھوے کے متعلق کچھ اور سناؤں۔ خرگوش سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔ ابھی اس پر سیر حاصل مطالعہ نہیں کر پایا ہوں۔ ہاں تو کچھوے کو لیجیے۔ کچھوا امریکہ اور ایشیا کے بہت سے باشندوں کے نزدیک وہ ذی حیات ہستی ہے جس کی پیٹھ پر دنیا ٹکی ہوئی ہے۔ گنڈاری کول لوگ اس کی پوجا کرتے ہیں۔ کہیں کہیں اس کی قربانی بھی کی جاتی ہے۔ سچ ہے کبھی ٹرھا ہیلی پر کبھی ہیلی ٹرھے پر۔ مڈگاسکر اور جاوا میں لوگ سمجھتے ہیں کہ کچھوے کو پانی میں سے نکال لو تو طغیانی آجاتی ہے۔ بعد والی ویدوں میں کچھوے نے ایک نیم الٰہی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ یجر وید میں اسے پانی کا مالک کہا گیا ہے۔ اتھر وید میں "یہ کاشیپ" کے نام سے پرجاپتی کے پہلو بہ پہلو دکھائی دیتا ہے۔ یا یہ خود پرجاپتی ہے جس کے لیے "سویمبھو" کی صفت آئی ہے یعنی قایم بخود۔ ستپتھ برہمن میں ذکر ہے کہ جب پرجا پتی نے اور چیزیں بنا لیں تو خود کچھوے کا روپ اختیار کر لیا۔ شاید اسی وجہ سے ہندو دیومالا میں کچھوے کو وشنو کا اوتار کہتے ہیں۔"

مولانا ذرا کسمسائے تو ڈاکٹر صاحب نے انگشتِ شہادت کی ایک قہرمانی حرکت

۳۶

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سے انھیں بولنے سے روک دیا اور سلسلۂ کلام کو جاری رکھا۔

"سنیے۔ ابھی اور سنیے۔ قدیم چینی کچھوے کے خول سے غیب کی باتوں کا پتہ چلاتے تھے۔"

مولانا۔ "غیب کی باتیں۔ لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ۔"

"یہ تو ٹھیک ہے" ڈاکٹر نے کہا "مگر چینی تو معلوم کیا کرتے تھے غیب کا حال۔ کچھوا تو اپنی جان سے جاتا تھا اور یہ اس کا اوپر کا سخت خول الگ کر لیتے تھے (کچھوا جو اُونگ گیا تھا یہاں چونک پڑا اور سہمی سہمی نظروں سے مُلّاجی کی طرف تکنے لگا۔ جب انھوں نے کچھ نہ کیا اور ڈاکٹر صاحب کی آواز آتی رہی تو اس نے پھر آنکھیں مُوندلیں) اسے الگ کر کے اندر اپنی مخصوص روشنائی ڈالتے تھے۔ ان کی روشنائی کا موضوع بھی بڑا دلچسپ ہے۔ اس کے ساتھ ان کی خطاطی اور ان کی مصوّری کے بہت سے پہلو بھی وابستہ ہیں۔ کہیے تو چلتے چلتے بتاتا چلوں۔"

مولانا۔ "للہ رہنے دیجیے۔ علمِ غیب کا حال کیا کم تھا کہ آپ اس میں روشنائی کا قصہ بھی ملانا چاہتے ہیں۔ جواب کیا ہوا شیطان کی آنت ہو گیا۔"

ڈاکٹر: "دیکھیے مولانا۔ یہ شیطان کی آنت جو آپ نے کہا یہ وہی حقیقتِ تخیلی ہے۔ آپ نے نہ شیطان کو دیکھا ہے نہ اس کی آنت کو۔ نہ اسے ناپا ہے۔ مگر تخیّل میں آپ نے

Courtesy: Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

شیطان کی ایک شکل بنائی ہے، کچھ صفات اس سے وابستہ کی ہیں۔ اس میں آنت بھی، نہ جانے کیوں شامل کرلی ہے۔ مگر کلام میں اس حقیقتِ تخیلی کو استعمال کرتے ہیں اور یہ ادب کا جزو ہوگئی ہے۔"

مولانا بے صبری سے بولے "معاف کرو ڈاکٹر صاحب۔ غلطی ہوئی کہ میں نے اس حقیقتِ تخیلی کو استعمال کیا۔ آپ اب جواب کو ختم کردیتے تو اچھا تھا۔ معلومات میں بے حساب اضافہ ہوچکا اور زیادہ سے ڈر ہے کہ ذہنی ہیضہ نہ ہوجائے۔"

"اور میں جو اس سے ہزار گنی معلومات اپنے اندر لیے بیٹھا ہوں مجھے ہیضہ نہیں ہوا۔ میں تو ہنوز قبض کا شکار ہوں۔ اور قبض بھی الامان۔ کیسا قبض۔ آپ کو ہیضہ ہوجائے گا۔ مگر توبہ۔ میں بھول گیا کہ کیا کہہ رہا تھا۔ کیا کہہ رہا تھا مولانا۔ جلدی بتائیے ورنہ ربطِ کلام کے سب رشتے ٹوٹ جائیں گے اور میں نہ جانے کدھر بھٹک جاؤں۔"

مولانا نے کہا "مجھے بھی یاد نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے تھے۔ آخر کوئی کتنا یاد رکھے۔ اب ختم کیجیے یہ کہانی۔"

ڈاکٹر صاحب بولے "دیکھو مولانا دورانِ کلام میں چھیڑتے نہیں ہیں۔ اس کالی داڑھی پر ایسی چہل پھبتی نہیں۔ آپ کو سب کچھ یاد ہے۔ سارا قرآن تو حفظ ہے اور میری ذرا سی بات یاد نہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے (لجاجت سے) بتا دو۔ بھائی مولوی میں

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کیا کہہ رہا تھا۔"

"بُرے پھنسے ہیں آج تو۔ بتانا ہی ہوگا۔ آپ چینی روشنائی کا کچھ ذکر کر رہے تھے، یہ یاد نہیں کہ کچھوے اور خرگوش سے اس کا کیا تعلق تھا۔"

"پھر وہی خرگوش۔ میں تو کہہ چکا کہ خرگوش پر میرا مطالعہ بہت محدود ہے۔ اور کچھوے سے تعلق ظاہر ہے۔ چینی کچھوے کے خول ہی میں تو روشنائی ڈالتے تھے۔ اور پھر اسے انگیٹھی پر سینک دیتے تھے۔ تو روشنائی خول کی ریخوں میں اس طرح پھیل جاتی تھی جیسے کچھ لکھا ہوا ور اس تحریر کا مضاوہ جانتے تھے۔ اور آنے والے واقعات کا پتہ چلا لیتے تھے۔ غرض کہ کچھوا، مولانا، یعنی کچھوا عجیب چیز ہے۔ اس پر ایک مستقل مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔"

مولانا بولے "للہ رحم کرو ڈاکٹر صاحب۔ رحم کرو۔ مجھ پر اور اس غریب بوڑھے کچھوے پر۔ قصور ہوا۔ بڑا قصور ہوا کہ آپ کو تکلیف دی۔ آپ مقالہ ضرور لکھیے۔ لیکن آپ ہمیں معاف کر دیجیے۔ بخش دیجیے۔ آپ کو، آپ کے ادب اور تحقیق تنقید اور دیومالا سب کی دہائی دیتا ہوں۔ بخش دیجیے۔"

"مولانا خفا ہونے کی کیا بات ہے" ڈاکٹر فی الفور نے کہا "آپ نے ازراہ فی الفور نوازی مجھے اس لائق سمجھا کہ ایک مسئلہ علمی میں مشورہ کریں۔ میں جو کچھ جانتا تھا

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

عرض کر دیا۔ سب تو خیر نہیں۔ مگر کچھ ضروری باتیں تو جستہ جستہ بیان کر ہی دیں۔ غالباً کفایت کریں گی۔ مزید تفصیل کی حاجت ہو تو مجھے بتا دیجیے گا۔ ضروری حوالجات دیکھ کر سب باتیں نکال دوں گا۔ حافظے پر بھروسہ نہیں رہا ہے۔ بُرا ہو اس کم بخت قبض اور بے خوابی کا۔"

مولانا کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ ڈاکٹر نے کہا "اور ہاں ایک بات تو رہ گئی۔ آپ نے اپنے دوست کچھوے کو "غریب بوڑھے" کے لفظوں سے خوب یاد کیا۔ ان کی عمر کیا ہوگی۔ یہی کوئی تین چار سو برس۔ یہ تو ابھی جوان ہیں۔ آسانی سے ڈیڑھ دو سو برس اور کھینچ سکیں گے۔ کچھوے کی عمر کے متعلق ---------"

مولانا نے کہا "دیکھیے بات ہو چکی۔ اب عمر کے متعلق تحقیق کا نیا باب نہ کھولیے۔ میں نے آپ کی بات مان لی۔ جب کوئی تفصیل پوچھنی ہوگی ضرور آپ سے دریافت کروں گا (جی میں مولانا کہہ رہے تھے لعنت ہے کمبخت پوچھنے والے پر) بلکہ آپ کچھوے پر جو مقالۂ علمی لکھیں گے اسی کو پڑھ لوں گا۔ مگر ڈاکٹر اس پر پیش لفظ کسی بڑے یعنی مشہور آدمی سے ضرور لکھوانا۔ البتہ یہ یاد رہے کہ وہ علم والا نہ ہو۔ کہ علم والے بڑے اور مشہور کب ہوتے ہیں۔ اور پھر خود آپ کی تحریر کون کم بوجھل ہوگی کہ اس میں اور اضافہ کریں۔ پیش لفظ سے کہتے ہیں کہ کتاب کا وزن ذرا بڑھ جاتا ہے۔ کسی سیاسی نیتا سے لکھوا لینا جو کتاب پڑھے بغیر ہی پیش لفظ لکھ دے، وہ ذرا ہلکا پھلکا رہے گا۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"مولانا آپ یہ دوستانہ مشورہ دے رہے ہیں۔ یا شو کے منہ سے میری ہنسی اڑانے کی کوشش فرما رہے ہیں۔"

"استغفراللہ ڈاکٹر صاحب۔ میں اور آپ کی ہنسی۔ اور اس وقت تو کسی نوع ہنسنے کی طاقت باقی نہیں ہے۔"

"خیر۔ تو میں اب چلا۔" ڈاکٹر فی الفور نے کہا آپ کو تو شاید ابھی اپنے دوست سے کچھ باتیں کرنی ہوں۔ میں خواہ مخواہ کیوں مخل ہوں۔" یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب تو چل کھڑے ہوئے۔ دوست یعنی کچھوے صاحب پہلے مراقب سے تھے۔ پھر سو گئے تھے۔ خاموشی جو ہوئی تو چونک پڑے۔ شور میں آنکھ جھپک جائے تو خاموشی سے نیند ٹوٹ جاتی ہے۔ مولانا کو اپنے دوست پر بڑا رحم آ رہا تھا کہ اس غریب کی مشکل کوئی حل نہیں کرتا۔

کچھوا بولا "مُلّا جی۔ کیا وہ گئے۔ تنک آنکھ مند گئی تھی۔ سنا چاہتا ہوں۔ پر یہ تو بتائیے، مُلّا جی۔ میں یہ کس چکر میں پھنس گیا ہوں۔ آپ کو بھی اتنا کشٹ دیا۔ آپ پرفسر جی کو لائے۔ ڈانگڈر جی کو لائے۔ پر ایسا لگتا ہے کہ یہ میری سمسیا کو کچھ نہ سمجھے۔ یا ہو سکتا ہے میں نہ سمجھا ہوں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پر سچ یہ ہے کہ ہمارے پلّے تو کچھ نہیں پڑا۔ آپ۔ مُلّا جی سمجھے ہوں تو سمجھے ہوں۔"

مُلّا جی نے کہا "سچ کہتے ہو کچھو رام۔ میں تو بس اتنا سمجھا کہ یہ بڑے بڑے علم والے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

خود بڑے مورکھ ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں کہتے ہیں العلم حجاب الاکبر۔ علم اتھوا ودیا بہت بڑا پردہ ہے۔ آنکھوں پر پڑ جاتا ہے، کانوں پر پڑ جاتا ہے، دل پر پڑ جاتا ہے۔ بس زبان چلتی ہے۔ مجھے تم سے بڑی لاج آتی ہے کچھوا رام جی۔ کہ میں ان لوگوں کو تمہارے پاس لایا۔"

"نہیں مُلاّجی۔ آپ کیوں لجائیں۔ آپ نے تو اچھے ہی کو کیا تھا۔ یہ میری پربلتا کہ کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس کارن پوچھتا ہوں کہ جی کی بے کلی تو جاتی نہیں۔ یہ تو کھوج لگا ہی دو۔ مُلاّجی کہ کون جیتا تھا۔ خرگوش کہ کچھوا۔"

مُلاّجی نے کہا "بھائی کچھوا رام۔ میں تو خود اسی سوچ میں ہوں۔ جب ڈاکٹر صاحب جانے کیا کیا اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے تو میں یہی سوچ رہا تھا کہ تمہاری گتھی کیسے سلجھے۔ میں نے سوچا کہ یہ کتابیں اتھوا پستک پڑھنے والے اپنی پستکوں کے بوجھے سے دب جاتے ہیں۔ خود سوچتے سمجھتے نہیں ہیں۔ اب کے کسی ایسے سے پوچھوں جو بس وچار سے عقل سے اتھوا بدھی سے کام لے اور تمہارا پرشن حل کرے۔"

"ہاں مُلاّجی۔ اوش ہی کیجیے۔ ایشور تمہیں اچھا رکھے۔ آپ نے تو ہمارے من میں گھر کر لیا ہے، مُلاّجی۔"

مُلاّجی نے کہا "اچھا کل میں اپنے ایک اور ساتھی کو لاؤں گا۔ ان کا کام ہی سوچ وچار ہے۔ وہ منطق اور فلسفہ پڑھاتے ہیں اتھوا.......اتھوا.......نہیں جانتا کہ

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

الفیلسوف الھندی

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

منطق کو تمھاری بھاشا میں کیا کہتے ہیں؟"

"کچھو ابولا" کہتے ہوں گے کچھ بھی۔ اس سے کیا۔ آپ جسے ٹھیک جانیں لے آئیں میری سمسیا تو کٹے۔"

"اچھا تو اب جاتا ہوں۔ کل صبح "الفیلسوف الہندی" کو ساتھ لاؤں گا۔"

یہ بزرگ جن کا ذکر مولانا نے کیا مدرسے میں منطق اور فلسفے کا درس دیتے تھے۔ ان سے جب کوئی کسی مسئلے میں کسی مشہور فلسفی کا مسلک پوچھتا تو کہتے "اس کی کتاب پڑھو معلوم ہو جائے گا۔ مجھ سے میرا مسلک پوچھو۔ میں دوسرے فلسفیوں کا دلاّل نہیں ہوں۔ خود فلسفی ہوں۔" خاصے ذہین آدمی تھے۔ شاگرد تو ان کے بہت کم تھے اس لیے کہ فلسفہ پڑھنے والوں کو دوسرے فلسفیوں کے مسلک جاننے ضروری تھے اور یوں بھی اب منطق اور فلسفہ کون پڑھتا ہے۔ ہاں یہ ہر صحبت میں پیش پیش رہتے۔ مباحثوں میں شریک ہوتے۔ ہر بات میں غیر متوقع باریکیاں نکالتے تھے۔ خود اپنے اوپر بھی فقرے کستے رہتے تھے۔ اس لیے لوگ ان سے اکتاتے نہ تھے بلکہ انھیں پسند ہی کرتے تھے۔

نام ان کا اصل میں اللہ دتّا تھا۔ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ مگر تعلیم جون پور اور لکھنؤ میں پائی تھی۔ اس ماحول میں اُنھیں اللہ دتّا کا نام کچھ خود ہی ناپسند ہو گیا تو انھوں

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نے دیانتِ معنوی کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنا نام مولابخش رکھ لیا۔ اس مدرسے میں، مولانا غفران والے مدرسے میں، آئے تو یہاں مولابخش ایک بزرگ تھے جو بسکٹ بیچا کرتے تھے اور فرنیچر کا کاروبار بھی کرتے تھے۔ یہ ایسے کہ بسکٹ بے دریغ ادھار دیتے تھے۔ حساب بھی زبانی رہتا تھا۔ مگر جب طالب علم مدرسہ چھوڑ کر جاتا تو قرض کی ادائی میں اس کا سارا فرنیچر رکھوا لیا کرتے تھے۔ فرنیچر پر تو ان نئے استاد کو کوئی اعتراض نہ تھا مگر بسکٹ بیچنے سے اپنے ہم نام کی وابستگی ان کے ذوق پر گراں تھی۔ انھوں نے سوچا کہ نام پھر ایک دفعہ بدل ڈالیں۔ ابھی مدرسے میں آئے چند ہی دن ہوئے تھے، لوگ ان سے اور اُن کے نام سے پورے واقف بھی نہیں ہو پائے تھے۔ تقرر کا کاغذ بھی نہیں ملا تھا۔ انھوں نے شیخ سے کہا کہ میرا نام کاغذات میں "الفیلسوف الہندی" درج کیا جائے کہ اس سے میری صحیح پہچان ہو سکے گی۔ ورنہ مماثلتِ اسم سے مماثلتِ مسمّیٰ کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یوں اوٹ پٹانگ نام سے کچھ پتہ بھی نہیں چلتا کہ کسی کی صفات کیا ہیں بغرض تعارف میں اپنے اس نئے نام کا کارڈ بھی چھپوالوں گا۔"

شیخ نے کہا کہ "فہم و فرزانگی، متانت و سنجیدگی، مروّت و فتوت میں آپ اپنی نظیر ہیں" اور ایک خفیف سی زیرِ لب مسکراہٹ کے ساتھ اس درخواست کو قبول کر لیا اور ان بزرگ کا نام اس دن سے آج تک "الفیلسوف الہندی" ہی ہے۔ اللہ دتا اور مولابخش کا علم

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دو چار ہی ساتھیوں کو ہے۔

بات کہاں کی کہاں پہنچی۔ خیر۔ آج صبح تو ڈاکٹر فی الفور کی باتوں میں مولانا غفران کو خاصی دیر ہو گئی تھی اس لیے سیدھے اپنے گھر آئے۔ غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر جلدی جلدی مدرسہ گئے کہ پہلے ہی گھنٹے میں درس دینا تھا۔ دن درس اور دوسرے کاموں میں گزرا۔ شام کو مولانا "الفیلسوف الہندی" کے پاس گئے اور سارا حال انھیں سنایا۔ کیسے کچھوے سے ملاقات ہوئی۔ پروفیسر کچاق اور ڈاکٹر فی الفور سے کیا گزری۔ کچھوے کے ساتھ اپنی دوستی اور گہری ہمدردی کا حال سنایا اور "الفیلسوف الہندی" سے کہا کہ آپ کسی طرح اس بڈھے کی تشفی کا سامان کیجیے۔

الفیلسوف غور سے سب سنتے رہے پھر بولے "مولانا۔ دیکھیے۔ صاف بات اچھی ہوتی ہے۔ قصے کہانی تاریخ اور ادب سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔ یہ تخصیص کا عہد ہے اور میں نے اپنے دماغ کو تفکر و تعقل کے لیے وقف کر دیا ہے۔ میں تو اس مسئلے پر خود غور کروں گا اور اگر عقلاً کچھوے کا دوڑ میں جیتنا ممکن ہوا یا لازم ہوا تو میں یہ بشارت انھیں پہنچا دوں گا۔ قصوں کے زور پر کوئی بات بھروسے سے نہیں کہی جا سکتی۔ اچھا تو سوال کو ذرا صاف کر لوں۔ دوڑ خرگوش اور کچھوے میں ہو تو کون جیتے گا؟ بلا مزید تفصیلات کے اگر یہ سوال

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کیاجائے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ خرگوش بھی جیت سکتا ہے اور کچھوا بھی۔ حالات اور عوارض پر فیصلہ ہوگا کہ کون جیتے گا۔ مفروضہ غالباً یہ ہوگا کہ خرگوش تیز دوڑتا ہے اور کچھوا آہستہ آہستہ چلتا ہے، مگر یہ مفروضہ قطعی نہیں۔ اگر تجربے پر مبنی ہے تو خود تجربہ عقلاً کوئی فیصلہ کن چیز نہیں۔ اسے تو بہت آسانی سے مجروح کیا جاسکتا ہے۔ تجربہ ہر روز صبح سے شام تک جھوٹ بولتا ہے۔ دھوکے دیتا ہے۔ ریت کو پانی بناتا ہے۔ سورج کو زمین کے گرد گھومتا دکھائی دلاتا ہے۔ وغیرہ۔

اچھا مولانا رات میں اس مسئلے پر غور کروں گا اور صبح آپ کے ساتھ چل کر کچھوے سے ملوں گا۔"

صبح صبح مولانا فیلسوف کے مکان پر پہنچ گئے۔ دونوں ساتھ ساتھ دریا پر گئے۔ کچھوا حسب معمول نہ جانے کب سے منتظر بیٹھا تھا۔ دونوں کو دیکھ کر باچھیں کھل گئیں۔ بولا "آؤ، ملاجی، آؤ۔ اور مہودے تم بھی پدھارو۔"

ملاجی نے کہا "کچھورام۔ یہ میرے دوست "الفیلسوف الہندی" ہیں میں نے انھیں بتادیا ہے کہ تمھیں کیا پرشن ستا رہا ہے۔ یہ اسے اچھی طرح سوچ کر آئے ہیں اور تمھیں سب اونچ نیچ سمجھا دیں گے۔"

"پالاگن مہاشے جی" کچھوے کی زبان پر فقرہ اور ڈانگدر پر تو ٹوٹ گئی تھی مگر یہ

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

الفیلسوف الہندی کی ترکیب اس کی پکڑ سے باہر تھی) "اور مُلّاجی، او بچ بیچ کی اس میں کون سی بات ہے۔ بس اتنا بتا دیں کہ خرگوش جیتا تھا کہ کچھوا۔ پکّی بات ہو جائے کہ کچھوا جیتا تھا تو ہم تو کل ہی خرگوش سے دوڑ بدلیں۔"

"الفیلسوف الہندی نے کہا "جناب کچھوے صاحب۔ آپ میرے دوست مولوی غفران کے دوست ہیں۔ انھوں نے مجھے آپ کا سوال بتا دیا ہے۔ مگر میں یہ نہیں بتا سکتا کہ جیت کس کی ہوئی تھی۔ میں دوڑ کے وقت کچھ کھڑا دیکھ تو رہا نہیں تھا۔ اور دیکھ بھی رہا ہوتا تو کب ضرور ہے کہ جو میں نے دیکھا تھا وہی ٹھیک ہوتا۔ دیکھنے میں بھی تو بڑے بڑے دھوکے ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ بات خارج از بحث ہے کہ کیا ہوا تھا۔"

(کچھوے نے بڑی سکین آنکھوں سے مُلّاجی کی طرف دیکھا۔ شاید یہ "خارج از بحث" اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ مگر مولانا نے اشارہ کیا کہ چپ رہو سنتے جاؤ یا سنے جاؤ۔ پوری بات کہہ لیں گے تو سب سمجھ میں آجائے گا۔ بیچ بیچ میں ذرا غوطہ لگے تو سنبھل جانا)۔

"کم سے کم میرے لیے اس کا ہونا نہ ہونا ایک سا ہے۔ سوال تو یہ ہے اگر تم میں اور خرگوش میں دوڑ ہو تو کون جیتے گا۔ کون جیتا تھا نہیں۔ کون جیتے گا۔ ماضی کی تکرار مستقبل میں لوازمِ عقلی سے نہیں ہے۔" (کچھوے نے پھر مُلّاجی کا منہ تکنا شروع کیا۔ مُلّاجی نے پھر وہی پُر معنی اشارہ کیا)۔

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہاں۔ کون جیتے گا۔ یہ سوال تین حال سے خالی نہیں۔ پہلی حالت یہ کہ خرگوش تیز دوڑے۔ تم آہستہ آہستہ چلو۔ وہ بھی برابر دوڑتا رہے اور تم بھی برابر چلتے رہو تو پھر تم ہار وگے۔ خرگوش جیتے گا۔"

کچھوے نے ایک گہری سانس کھینچی۔ آنکھیں ذرا ذرا سی ہی سہی نم ہوگئیں۔ بولا "تو یہ جو ہم نے سُن رکھا تھا سب جھوٹ تھا۔ خرگوش جیتے گا۔"

الفیلسوف الہندی نے کہا "کچھوے صاحب۔ جلدی نہ کیجیے۔ میں نے جو بات کہی ہے وہ پہلی صورت ہے اور اس کے ساتھ شرطیں ہیں۔ یہ شرطیں کہ خرگوش تیز دوڑتا ہے، آپ آہستہ آہستہ چلتے ہیں، اور آپ دونوں برابر چلتے رہتے ہیں۔ تو ایسی حالت میں خرگوش جیتے گا۔"

"تو مہاشے اور کیا حالت ہوگی۔ یہی تو ہے۔ تو پھر میرا ہارنا ہی اَوش ہے۔"

"نہیں صاحب۔ صبر کرو صبر۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ تیز چلتے ہیں۔ خرگوش آہستہ چلتا ہے اور آپ دونوں برابر چلتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں آپ جیتیں گے۔"

"میں جیتوں گا۔"

"ہاں۔ ضرور جیتیں گے۔ اگر شرطیں پوری ہوں کہ آپ تیز چلتے ہوں اور خرگوش سست چلتا ہو اور آپ دونوں برابر چلتے رہیں۔"

www.itsurdu.blogspot.com
Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"ملاجی" کچھوے نے حسرت بھری آواز میں کہا۔ "ملاجی، کیا یہ ہماری ہنسی کر رہے ہیں۔ یہ شرط پوری ہوتی تو ہم ان سے پوچھتے ہی کیوں۔ اتنا تو ہم بھی سمجھتے ہیں۔ ہم تیز ہوتے اور وہ سست تو ہم جیت ہی جاتے۔ اس میں پوچھنے گچھنے کی کیا بات تھی۔"

"نہیں نہیں کچھوے صاحب۔ بات صاف ہے۔ شرط پوری نہیں ہوگی تو آپ نہیں جیتیں گے۔ مگر سنیے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ خرگوش ہی تیز دوڑتا ہے اور آپ سست ہی چلتے ہیں۔ مگر آپ تو برابر چلتے رہتے ہیں اور خرگوش بیچ ہی میں کہیں سو جاتا ہے۔ تو پھر اگر وہ بر وقت اٹھ نہ جائے اور پھر دوڑنے نہ لگے۔ تو آپ آہستہ آہستہ چل کر بھی جیت جائیں گے۔"

"میں جیت جاؤں گا۔"

"ہاں۔ یہی کہہ رہے ہیں۔ مگر یہ بھی تو شرط لگا رہے ہیں کہ خرگوش رستے میں سو جائے۔"

"ملاجی۔ تو وہ سوئے گا کیوں۔ اُسے بھلا کون سُلائے گا۔"

الفیلسوف الہندی نے کہا "اگر خرگوش سوئے گا نہیں یا ٹھہر نہیں جائے گا یعنی اگر وہ ٹھیک سمت میں اپنی مقررہ رفتار سے جو آپ کی رفتار سے تیز ہے حرکت کرتا رہے گا تو پھر تو پہلی صورت ہوگی جو میں نے بیان کی تھی اور خرگوش جیتے گا۔"

کچھوے نے پھر ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا "پھر وہی خرگوش ہی جیت جائے گا۔"

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مُلاجی نے کچھوے کو دلاسا دیا اور کہا "گھبراؤ نہیں۔ یہ ایک ایک حالت الگ الگ بیان کر رہے ہیں۔ اب تک انھوں نے جو صورتیں بیان کی ہیں ان میں تم ان دو صورتوں میں جیت سکتے ہو کہ خرگوش دوڑ میں سو جائے۔ رُک جائے۔ یا پھر تم خرگوش سے زیادہ تیز دوڑو۔"

الفیلسوف نے کہا "نہیں مُلاجی۔ پوری بات کہتے کہ دو صورتوں میں شرط یہ بھی ہے کہ خرگوش کی رفتار تیز ہو اور کچھوے کی سست اور ایک میں شرط یہ ہے کہ کچھوے کی رفتار تیز ہو اور خرگوش کی سست۔"

مُلاجی نے کچھوے کی وکالت کرتے ہوئے کہا "حضرت الفیلسوف الہندی یہ تو ظاہر ہی ہے کہ خرگوش کی رفتار تیز ہے اور کچھوے کی سست اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ کچھوا خرگوش سے تیز نہیں دوڑ سکتا۔"

الفیلسوف نے جواب دیا "ہوگا مُلاجی۔ لیکن میں یہ نہیں کہتا نہ کہہ سکتا ہوں۔ یہ تجرباتی علم ہے۔ ہو بھی سکتا ہے۔ نہیں بھی۔ یہ کوئی لازمِ عقلی نہیں۔ تجربے کو دلیل میں ملانے سے جو دھوکے ہو سکتے ہیں ان کی طرف پہلے اشارہ کر چکا ہوں۔ عقل مندوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ میرا معاملہ تو لوازمِ عقلی سے ہے، ظن و تخمین پر اور لوگ اپنی عمارت کی بنیاد رکھتے ہوں گے۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔ اور آپ سے بحث میں بھلا کون جیت پائے گا۔ مگر سیدھی بات یہ ہے کہ میں بھی جانتا ہوں اور میرے دوست کچھوا مہ بھی جانتے ہیں کہ خرگوش تیز دوڑتا ہے اور یہ آہستہ آہستہ چلتے ہیں۔ اس لیے دوسری صورت جو آپ نے بیان کی وہ پیدا نہیں ہوگی۔ رہی تیسری اس پر کسی کا قابو نہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ خرگوش سو جائے گا یا بیچ ہی میں رُک جائے گا۔ غیر متحرک ہو جائے گا۔"

"تو جناب والا پھر وہ ہوگا جو عقل کہتی ہے کہ ہوگا۔"

"مانا۔ لیکن کیا کوئی اور صورت آپ نہیں نکال سکتے کہ اگر رفتار کے متعلق ہمارا اندازہ صحیح ہو تو بھی کچھوا جیت جائے۔"

"آپ پوری بات بھی تو سنیں۔ میں نے کیا ساری عمر بھاڑ جھونکا ہے کہ کچھوے کے جتانے کی شرائط عقل کے زور سے نہ نکال سکوں گا۔ مگر آپ سنیں بھی تو۔"

کچھوے کے جان میں جان آئی۔ بولا "مہاشے جی بتائیے یہ کیسے ہوگا۔"

مُلّاجی بھی بولے "ہاں حضرت الفیلسوف۔ ضرور ارشاد ہو۔"

فیلسوف نے کہا "فرض کرتا ہوں، آپ کے اصرار پر فرض کرتا ہوں، عقلاً تو یہ لازم نہیں کہ خرگوش تیز دوڑے اور کچھوا سست چلے۔ مگر فرض کیے لیتا ہوں کہ ایسا ہی ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ دونوں بھی اپنے دماغ پر ذرا زور ڈالیں اور میری باتوں کو

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سمجھنے کی کوشش کریں، ایک سوال آپ سے پوچھتا ہوں۔ یہ جو آپ خرگوش اور کچھوے کی رفتار کے متعلق مجھے بتا رہے ہیں یہ خشک زمین پر ہوگی یا پانی کے اندر۔"

کچھوے نے کہا" مہاشے جی۔ پانی کے بھیتر کی آپ نے اچھی کہی۔ وہاں بیچارے خرگوش کی کیا چال۔ وہ تو پانی میں اترتے ہی دو ڈبکیاں کھائے گا اور مر جائے گا۔ میں تو پانی میں خاصا تیز تیرتا ہوں۔"

"تو پھر میری بات سمجھنے میں آپ نے اس کا لحاظ کیوں نہیں رکھا۔ اور میں نے اگر رفتار سے متعلق شروط بیان دیے تو آپ کو تعجب کیوں ہوا؟"

مُلّاجی بیچ میں بولے"معاف کیجیے۔ جیسے ہم ویسی ہماری سمجھ۔ آپ تو یہ بتائیے کہ خشکی پر دوڑ ہو اور رفتار کے معاملے میں ہمارا خیال صحیح ہو کہ خرگوش تیز دوڑتا ہے اور کچھوا سست چلتا ہے تو کوئی صورت کچھوے کے جیتنے کی ہو سکتی ہے۔"

"مُلّاجی۔ آپ تو بھول بہت جلد جاتے ہیں۔ ایک صورت بتا تو چکا ہوں کہ خرگوش دوڑ کے دوران میں حرکت بند کر دے۔"

"جی۔ جی۔ وہ تو آپ فرما چکے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔"

"ہاں ہو سکتی ہے۔ اور آپ نے کل شام جب مجھ سے اس معاملے کا ذکر کیا تھا اس وقت سے میں اس کے سوچ میں پڑ گیا ہوں۔ ایک صورت عقلاً کچھوے کی جیتنے کی نکلی ہے۔"

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"وہ کیا ہے۔ مہاشے جی؟" مُلّاجی نے بھی بڑے اشتیاق سے کہا "ہاں وہ بتایئے۔ اسی کا تو انتظار ہے۔"

دیکھیے اس کی شرطیں بھی سمجھ لیجیے۔ شرطیں یہ ہیں کہ ــــــ

دوڑ کی سمت صحیح مقرر ہو

دوڑ کی مدت مقرر ہو

خرگوش اور کچھوا دونوں مقرر سمت میں اپنی اپنی رفتار سے برابر بلا وقفہ متحرک رہیں۔

اور سب سے اہم شرط یہ ہے کہ دوڑ شروع ہوتے وقت خرگوش سے کچھوا کچھ نہ کچھ فرض کیجیے کہ ذرا آگے ہو۔"

کچھوا نہایت توجہ سے سنتا رہا۔ مُلّاجی نے کہا "یہ شرطیں تو پوری ہو سکتی ہیں۔ پہلی تین تو صاف ہیں، چوتھی بھی طے ہو سکتی ہے۔ دوڑ سے پہلے خرگوش کو، جو اپنی سبک رفتاری کا بڑا گھمنڈ رکھتا ہے، آمادہ کیا جا سکتا ہے کہ کچھوے کو اپنے سے دو قدم آگے رکھے اور پھر دوڑ شروع ہو۔ مگر یہ تو بتایئے کہ اس حالت میں بھی کچھوے کی جیت کیسے ہوگی؟"

"ذرا غور سے سنیے اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کیجیے۔ کچھوے اور خرگوش کو

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
www.itsurdu.blogspot.com
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بھول جائیے۔ میں مجرّدات سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔"

"مہاشے جی۔ آپ نہ جانے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر بات تو میری اور خرگوش ہی کی ہے۔ انھیں بھول جائیے تو پرشن ہی پھر کہاں رہا۔ کرپا بتائیے کہ خرگوش اور کچھوے کی دوڑ میں کچھوا کیسے جیتے۔"

"لالہ جی۔ میں معقولاتِ عقلی سے بحث کر رہا ہوں۔ آپ کے دوست شاید اسے نہ سمجھ سکیں۔ آپ سمجھ لیں گے۔ پھر آپ انھیں سمجھاتے رہیے گا۔"

"فرمائیے۔"

"فرض کیجیے دو جسم ہیں۔ الف اور ب۔ دونوں ایک خطِ مستقیم پر واقع ہیں۔ ایک آگے ہے، ایک پیچھے۔ ان کے درمیان فاصلہ ہے ف۔ دونوں جسم متحرک ہیں، اور اپنی اپنی رفتار سے مسلسل حرکت کرتے ہیں۔ خطِ مستقیم کے ساتھ ساتھ ایک ہی سمت میں۔ اب چند کلیات کو ذہن نشین کیجیے۔ رفتار اور وقت اور فاصلے سے متعلق۔ دیکھیے۔ کوئی جسم کتنی ہی تیزی سے حرکت کر رہا ہو اسے ہر فاصلہ کے طے کرنے میں کچھ نہ کچھ وقت لگتا ہے۔ چاہے فاصلہ کم ہو چاہے زیادہ۔ مگر مثبت رقم ہو۔

دوسرا کلیہ یہ ہے کہ یہ متحرک جسم چاہے اس کی رفتار کتنی ہی ہو۔ کتنی ہی تیز کتنی ہی سست۔ اگر وہ اپنی حرکت کسی ایک سمت میں برابر جاری رکھے تو کچھ نہ کچھ فاصلہ ضرور

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

طے کرلیتا ہے۔ چاہے یہ کچھ نہ کچھ فاصلہ کتنا ہی ہو۔ بہت یا تھوڑا۔"

مولانا بولے "یہ دونوں کلیے تو بدیہی معلوم ہوتے ہیں۔"

"بس جی خوش کر دیا مولانا آپ نے۔ یہی تو بات ہے۔ بدیہی ہیں۔ بداہت وہ ہے جس کے خلاف عقل تصوّر نہ کر سکے۔ ہاں۔ یہ باتیں جو میں نے کہیں ان میں بداہت کی صفت ہے۔"

"مگر یہ تو کہیے مولانا بولے" کہ ان کا تعلق خرگوش اور کچھوے کے معاملے سے کیا ہے۔ مجھے تو، آپ جانتے ہیں، اس مسئلے کی فکر ہے۔"

"میں نے سب کچھ تو بتا دیا۔ ایک خرگوش اور کچھوے کا کیا۔ کائنات کے جملہ متحرک اجسام کا تطابق میرے قول سے کر لیجیے۔ اس لیے میں نے خرگوش اور کچھوے کا نام لے کر ذکر نہیں کیا۔"

"پھر بھی بتائیے تو ذرا کہ یہ کلیے اس کچھوے کے سوال پر کیسے لاگو کیے جائیں۔"

"سنیے۔ ایک خطِ مستقیم پر جو کہیے شرقاً غرباً کھنچا ہوا ہے دو اجسام رکھے ہیں۔ الف اور ب۔ ب الف سے کچھ آگے ہے اور ان کے درمیان فاصلہ ف ہے۔ مانا کہ الف بہت تیز رفتاری سے حرکت کرتا ہے۔ مگر کلیہ نمبر ۲ کی رو سے یہ کتنی ہی تیز رفتار سے چلے فاصلہ ف کے طے کرنے میں کچھ وقت اسے ضرور لگے گا۔ اس وقت کو د کہہ لیجیے۔ ادھر ب بھی برابر

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

حرکت کر رہا ہے۔ چاہے کتنی ہی کم رفتار سے حرکت کر رہا ہو یہ وقت د میں کلیہ نمبر ا کی رو سے کچھ نہ کچھ فاصلہ طے کرے گا جسے ف(۱) کہیے۔ اس مثبت فاصلہ ف(۱) کے طے کرنے میں الف کو چاہے کتنا ہی تیز رفتار ہو کچھ نہ کچھ وقت لگے گا۔ اس وقت میں ب جو برابر متحرک ہے کچھ فاصلہ طے کرے گا جسے ف(۲) کہہ سکتے ہیں۔ جب تک الف یہ ف(۲) طے کرے گا ب ف(۳) طے کرے گا۔ یہ ف(۱) ف(۲) ف(۳) کتنے ہی کم ہوں مگر بہرحال مثبت فاصلے ہیں جن کے طے کرنے میں الف کو کچھ نہ کچھ وقت لگے گا۔ اس وقت میں ب کچھ نہ کچھ آگے بڑھ جائے گا۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور ب اور الف میں کچھ نہ کچھ فاصلہ ضرور رہے گا اور الف ب کو نہ پکڑ سکے گا۔ چنانچہ دوڑ میں ب کی جیت لازم ہے۔ عقلاً لازم ہے۔"

مولانا متحیر و ششدر فیلسوف کا منہ تک رہے تھے۔ کچھوے کے چہرے پر بشاشت کے کچھ عجیب آثار نمایاں تھے۔ ذرا رُکتے رُکتے بولا "ملاجی۔ مہاتمے جی جو کہہ رہے ہیں وہ سب تو ہم نہیں سمجھے۔ پر ایسا لگتا ہے کہ ہم جیت جائیں گے۔ ذرا یہ کھول کے کہہ دیتے تو ان کا کیا بگڑتا کہ کچھوا جیتے گا۔"

فیلسوف مسکرا دئے اور اس سے زیادہ خوشی کا اظہار فیلسوف شانِ علم سے فروتر سمجھتے تھے۔ مسکرائے اور کہا "سارا مسئلہ پانی کر دیا۔ اور آپ کی فرمائش ابھی باقی ہے کہ کھول کر بیان کر دوں۔

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مُلّاجی ۔ الف کی جگہ خرگوش کو رکھنا چاہو تو خرگوش کو رکھ دو ۔ ب کی جگہ کچھوے کو رکھ دو ۔ دونوں کے بیچ میں فاصلہ ف گز بھر کا بھی رکھ دو اور پھر دوڑ شروع کراؤ ۔ کچھوے صاحب اگر اپنی رفتارِ مقررہ سے چلتے رہے ٹھہر نہ گئے، سو نہ گئے، تو جیت ان کی ہو گی ۔ لازم عقلی ہے، لازم عقلی ۔ اس میں تجربے کے فریب اور قیاس کے دوغلے پن کو دخل نہیں ہے۔"

مُلّاجی بولے "سمجھے کچھو رام ۔ دوڑ بدلو ۔ مگر یہ نہ بھولنا کہ دوڑ شروع ہوتے وقت تم خرگوش سے گز بھر بلکہ احتیاطاً دو گز آگے رہنا ۔ پھر وہ تم سے آگے نہیں نکل سکے گا۔ ہمارا فیلسوف تو سچ ہے بڑی دور کی کوڑی لایا ۔ ہماری تمہاری سمجھ یہاں تک بھلا کیسے پہنچتی۔"

مُلّاجی ۔ ان کے منہ سے کہلوا دو کہ ہم جیت گئے"۔

"دیکھو کچھو رام جی فیلسوف نے کہا، ہمیں یہ توہم پرستی اچھی نہیں لگتی ۔ اس سے کہلا دو ۔ اُس سے کہلا دو ۔ ہم کیا جانیں کہ تم جیتو گے یا وہ جیتے گا ۔ ہمارے نقشے کے مطابق دوڑ ہو گی تو ب جیتے گا ۔ مُلّاجی تمھیں ب بنا دیں تو ان کی خوشی اور تمہاری ہمت ۔ شرطیں پوری ہوں گی تو ب جیتے گا ۔ اور شرطیں پوری نہ ہوں گی تو سارا قصہ ہی ختم ۔ خرگوش بھی ختم ۔ کچھوا بھی ختم ۔ پھر جو ہو گا اس کا دوسرا نقشہ ہو گا۔"

مُلّاجی ۔ کیا ہم سے کوئی بھول ہماشے کے وشے میں ہو گئی جو یہ سب کچھ بھسم کیے دیتے ہیں ۔ شبد سب ان کے سمجھا نہیں ہوں ۔ پر جس گڑگڑاہٹ سے انھوں نے "ختم" "ختم"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کہا اس سے سمجھتا ہوں کہ ان کا مطلب ہے بھسم۔ خرگوش بھی بھسم۔ ہم بھی بھسم۔"

"نہیں نہیں۔ کچھورام۔ ان کے دماغ پر اس پرشن کا اُتر دینے میں ذرا زور زیادہ پڑ گیا ہے۔ بات تو انھوں نے صاف کر دی ہے۔ ہم نے جیسا تمھیں سمجھایا ہے ویسا کرنا، ضرور جیتو گے۔ مگر دیکھو بھائی گز دو گز آگے ضرور رہنا شروع کرتے وقت۔ کہیں یہ شرط نہ بھول جانا۔"

"شرط بھول جائیں گے تو سب نقشہ ختم۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ اب آپ انھیں سمجھاتے رہیں میں تو چلا۔ سر میں درد ہونے لگا۔ حضرت الاستاذ کی تاکید ہے کہ جب کوئی مسئلہ ایسا ہو کہ عقل پر زور دینا پڑے تو اس کے بعد کوئی مقوی دماغ چیز ضرور جسم کو پہنچانی چاہیے۔ یوں تو عقل مجرد ساری کائنات میں جاری و ساری ہے۔ ازل سے ہے ابد تک رہے گی۔ اسے تھکنے سے کیا کام۔ مگر انسان میں آکر اس کا رابطہ دماغ سے ہو گیا ہے اور دماغ بہرحال جسم ہے۔ یہ تھک جاتا ہے۔ سوار نہیں تھکتا۔ گھوڑا تھک جاتا ہے۔ اسے دانا دینا ہوتا ہے۔ میں تو شیرہ مغز بادام، شیرہ تخم خیارین، شیرہ تخم کدو شیریں مصری ملا کر پی لیتا ہوں۔ بہت مفرح ہے اور مقوی دماغ۔ بس۔ سلام علیکم۔ خدا حافظ۔"

مُلاجی نے کہا ٹھہرو ٹھہرو۔ میں ذرا دو باتیں ان سے کر لوں۔ میں بھی ساتھ

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہی چلتا ہوں۔ خاطر جمع رکھیے آپ کے شیرے میں شرکت نہیں کروں گا۔ بھاگیے نہیں۔"

"جی نہیں۔ جناب ہم تو اب چلے۔"

مُلّا جی بولے "اچھا جائیے۔ پھر ملیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔ آپ نے آج بڑا کام کر دیا۔ اور بھائی کچھورام دیکھو تمہارے پرشن کا اُتر ہمارے الفیلسوف الہندی نے کیا دیا ہے۔ کمال کر دیا، کمال۔ ایسا گھیرا ہے سوال کو کہ سارے دروازے فرار کے بند۔ اب ہم بھی چلے۔ تم اب دل سے الجھن کو دُور کر دو۔ خرگوش اب تمہارے سامنے اترائے، تمہیں چنوتی دے، تو دوڑ بدہی لینا۔ وہ شرط آگے رہنے والی شرط یاد رہے۔ جیتو گے، ضرور جیتو گے۔ اچھا ہم بھی چلے۔"

"مُلّا جی۔ دھن واد۔ ہردے سے تمہارا انُگرہیت ہوں۔ تم نے میرے جی کا کانٹا نکال دیا۔ بہت آبھار مانتا ہوں تمہارا۔ اچھا جاؤ۔ پر پھر ملنا اَوش۔"

"اس میں دھن واد کی کیا بات ہے۔ مجھے تو خود تمہارے پرشن سے دلچسپی ہو گئی تھی اور پروفیسر کچاق اور ڈاکٹر فی الفور نے جس طرح تمہارا اور میرا سر کھایا اور ایک بات پتے کی نہ کہی اس سے مجھے بڑی شرم تھی۔ ہم علم والے کس کام کے کہ تمہاری مشکل میں تمہیں ذرا سہارا نہ دے سکے۔ مگر "الفیلسوف الہندی" نے سچ ہے حق ادا کر دیا۔ جی تو اس کی باتوں سے بھی بہت اُلجھا مگر اس لیے نہیں کہ اس کی باتوں میں اُلجھاؤ تھا بلکہ

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اس لیے کہ وہ اتنی صاف تھیں کہ اُلجھی معلوم ہوتی تھیں۔ اور سب سے مشکل بات یہ تھی کہ ایک ساتھ ایک ہی وقت میں کئی کئی شرطوں کو خیال میں رکھنا ہوتا تھا۔ بارے بات صاف ہو گئی۔ بہت اچھا ہوا۔ بس اب رخصت۔"

یہ کہہ کر مولانا غفران خوش خوش تیز تیز ڈگ بھرتے گھر لوٹے۔ نہائے دھوئے ناشتہ کیا۔ سیدھی سادی چائے اور مولابخش کے دو علی گڈھیے قسم کے بسکٹ کھائے تو ان کا دھیان فیلسوف کے شیرہ مغز بادام کی طرف ضرور گیا۔ مگر اس وسوسے کو دفع کر کے یہ اپنا کلاس پڑھانے اور اس کے بعد اپنی سب جماعتوں کو سالانہ امتحان کا نتیجہ سنانے چلے گئے۔

امتحان میں انھوں نے ایک لڑکے کو ۵۰ میں سے ۵۵ نمبر دیے تھے۔ نتیجہ سناتے وقت صدر مدرس صاحب بھی موجود تھے۔ وہ لڑکوں کے سامنے تو کچھ نہ بولے پر جب مولانا کلاس سے نکلے تو پوچھا "مولانا یہ ۵۰ میں سے ۵۵ کیسے آپ نے نکالے۔"

"میں نے کہیں سے نہیں نکالے" مولانا نے کہا۔ "میں نے اپنی طرف سے صفی کو ۵۵ نمبر دیے ہیں۔"

"مگر مولانا کُل مفروضہ نمبر تو ۵۰ ہی تھے۔"

"جی۔ ضرور تھے۔ مگر مفروضہ ہی تو تھے۔ میں نے جمیل کی کاپی دیکھی تو اس نے ماشاء اللہ سب سوالوں کے جواب ٹھیک لکھے تھے۔ میں نے اسے ۵۰ نمبر دے دیے۔

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پھر جب وصی کی کاپی دیکھی تو اس نے بھی سب سوال ٹھیک کیے تھے۔ خط اس کا جمیل سے اچھا تھا اور لکھنے کا انداز بھی مجھے زیادہ پسند آیا۔ اب یا تو میں اسے ۵۰ دیتا اور جمیل کے نمبر گھٹاتا تاکہ ان میں صحیح نسبت قایم رہے۔ یا وصی کو زیادہ نمبر دیتا۔ پہلی صورت مجھے قرینِ انصاف نہیں لگی۔ اس لیے دوسری صورت اختیار کی۔"

یہ دونوں باتیں کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے فیلسوف گذرے۔ جماعت پڑھا کر آرہے تھے۔ صدر مدرس نے ان سے کہا "حضرت فیلسوف ذرا سنیے۔ مولانا غفران نے ۵۰ میں سے ۵۵ نمبر ایک طالب علم کو دیے ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟"

"میں کیا فرماؤں۔ ۵۵ دیے ہیں تو ۵۵ دینے چاہییں ہوں گے۔"

"مگر حضرت فیلسوف۔ کم میں سے زیادہ کسی کو کوئی کیسے دے سکتا ہے۔ ان کے ہاتھ میں کل ۵۰ نمبر تھے اور دے دیے انھوں نے ۵۵۔ یہ کیسے ممکن ہے؟"

"ممکن۔ ایسے کہ انھوں نے دے دیے۔ امکان تو واقعے سے ثابت ہے۔ رہا کم و بیش کا معاملہ تو یہ اعتباری تصورات ہیں۔ ۵۰ نمبر مفروضہ ہیں۔ ۵۵ ان کے دیے ہوئے نمبر ہیں۔ ان کا مقابلہ کیا اور کیسے۔ امرود میں سے آم کوئی نہیں دے سکتا۔ انھوں نے مفروضہ ۵۰ میں کچھ نہیں دیا ہے۔ اپنی رائے کے مطابق لڑکے کو نمبر دیے ہیں ۵۵۔ جی چاہتا ۶۰ دیتے۔ ۷۰ دیتے۔ اور دے دیتے تو امکان کا سوال تو اٹھتا ہی نہیں۔ کرم و

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کا معاملہ ہوتا۔"

"معاف کیجیے حضرت فیلسوف اور معاف فرمایئے مولانا۔ آپ نے جو کیا وہ ٹھیک ہی ہوگا۔ مجھے نتیجہ یک جا کر کے سرپرستوں کو بھیجنا ہے۔ دفتر جاتا ہوں۔"

دفتر میں صدر مدرس صاحب نے اپنے منشی سے کہا "بھائی وہ نویں جماعت کا دینیات کا نتیجہ جو مولوی غفران بھیجیں اسے ذرا دیکھ لینا۔ ایک لڑکے کو شاید صفی کو ۵۰ میں ۵۵ نمبر دے دیے ہیں مولانا نے۔ تم ۵۰ میں ۵۰ درج کرنا۔ اور جس مضمون میں اس کے کم نمبر ہوں ان میں ۵ جوڑ دینا۔"

نتیجہ تیار ہو کر سرپرستوں کو بلا دیا گیا۔ مدرسے میں بڑی چھٹیاں ہوگئیں۔ مولانا اور اکثر استاد اپنے اپنے وطن چلے گئے۔

ادھر کچھوے نے دوڑ کی تیاری شروع کی۔ تیاری یعنی زیادہ تر ذہنی تیاری۔ مولانا صبح صبح نہ پہنچتے تو اسے بڑی کمی سی محسوس ہوتی۔ مگر دل میں ان کے ساتھ شکر گزاری کا جذبہ اپنی پُر امید تیاری کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا۔ اب انتظار اسے یہ تھا کہ خرگوش کسی دن آئے اور طعنہ دے یا چھیڑے تو اس کا چیلنج قبول کر لیا جائے۔ چنانچہ وہ شوخ سبک رفتار کئی دن پیچھے آیا۔ کنارے پر آدمیوں کی آن جان سے بھڑک گیا تھا۔ ادھر سے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بچ کر ہی نکلتا تھا۔ کچھ فاصلے پر چنے کا کھیت تھا اس سے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ وہیں برابر چنے کا ساگ مزے لے لے کر کھایا اور لوٹ گیا۔ کچھوے صاحب برابر پانی سے نکل کنارے پر بیٹھے انتظار کرتے۔ انتظار کرتے کرتے تھک جاتے (اور انتظار سے زیادہ تھکانے والا کون ہے کہ ایک ایک منٹ سال سال بھر کا ہو جاتا ہے) ہاں انتظار کرتے کرتے تھک جاتے تو پھر پانی میں ڈبکی لے لیتے اور آن کی آن میں اپنے سارے علاقے میں گھوم لیتے۔ جی ہی جی میں سوچتے کہ پانی ہی میں ذرا ذرا مشق کرتا رہوں کہ مقابلے کے دن زمین پر جلدی تھک نہ جاؤں۔ ہانپ نہ جاؤں۔ ہانپنے سے بہت گھبراتے تھے۔ دم پھولا کہ یہ سمجھ کر چلے۔ پانی میں ان کا دم کبھی نہیں پھولتا تھا۔

جب دو چار دن آدمی ادھر نہیں دکھائی دیے (دکھائی کون دیتا۔ مولانا تو گھر چلے گئے تھے) اور کچھوے کو کنارے پر بیٹھا دیکھا تو خرگوش قریب گیا اور بولا:

"بڑھو۔ یہ پوپلا منہ کیسا چل رہا ہے۔ کس سوچ میں ہو۔ آؤ کوئی کھیل کھیلیں۔ یہ کہہ کر دوڑ کر دونوں کانوں کو کھڑا کیا۔ پھر نیچے کر لیا۔ پھر کھڑا کیا، نیچے کر لیا۔ کئی بار یہی کیا تو کچھوے کو ایسا لگا کہ خواہی نہ خواہی یہ ہماری ہنسی اڑا رہا ہے۔ بولے "بڑے چنچل ہوتے جاتے ہو راجکمار۔ بڑوں کا سمان بھی کوئی چیز ہے۔ تمیز کب آئے گی"۔

"کیا تیرنے میں کچھ پانی پیٹ میں بھر گیا ہے بڑھو" خرگوش نے کہا۔ "جو ایسی

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

آڑی ترچھی باتیں کر رہے ہو۔"

"آڑی ترچھی باتیں تو کرتے ہو تم راجکمار۔ میں تو اپنے نیم کے انوسار رہتا ہوں۔ پرکھوں سے تمیز سیکھا ہے۔ تمیز سیکھنے کو کہتا ہوں۔"

"تو گویا میں بدتمیز ہوں۔ بدتمیز ہو گے تم۔ ذرا زبان سنبھال کر بولو۔"

"ہے رام۔ ہے رام۔ راجکمار گرم کیوں ہوتے ہو۔ ان دنوں چاروں کھونٹ ہرا ہرا بہت ہے۔ اسی مارے کچھ پھول گئے ہو۔ اپنے کو بھول گئے ہو۔"

"پھولے ہوئے ہو گے تم۔ غبارہ تو بنے ہوئے ہو اور غبارہ تو ہوتا ہے ہلکا۔ تم تو پتھر کا غبارہ ہو۔ قلعے کا قلعہ پیٹھ پر اٹھائے پھرتے ہو۔ اور ذرا چال تو دیکھیے اس چپٹے غبارے کی۔"

"یہ تم میری چال کو ہمیشہ اٹکاتے ہو۔ کیسی ہے میری چال؟ میری چال ہے جیسے بھاری بھرکم لوگوں کی چال ہوتی ہے اور ہونی چاہیے۔ تمھاری چال ہے جیسے چھچھوروں کی چال ہوتی ہے۔ اِدھر اُچکے۔ اُدھر اُچکے پھاندے۔ کہیں دبکے کہیں چھپکے۔ کان نچائے، کولہے مٹکائے۔ واہ بڑی چال ہے ہمارے راجکمار کی۔"

"اچھا تو آؤ دیکھ لو کس کی چال اچھی ہے۔ اچھی سے مطلب یہ کہ کس کی چال تیز ہے۔ دوڑو گے ہم سے، موٹو میاں۔ یا کھڑے کھڑے ہی ہانپ جاؤ گے۔"

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

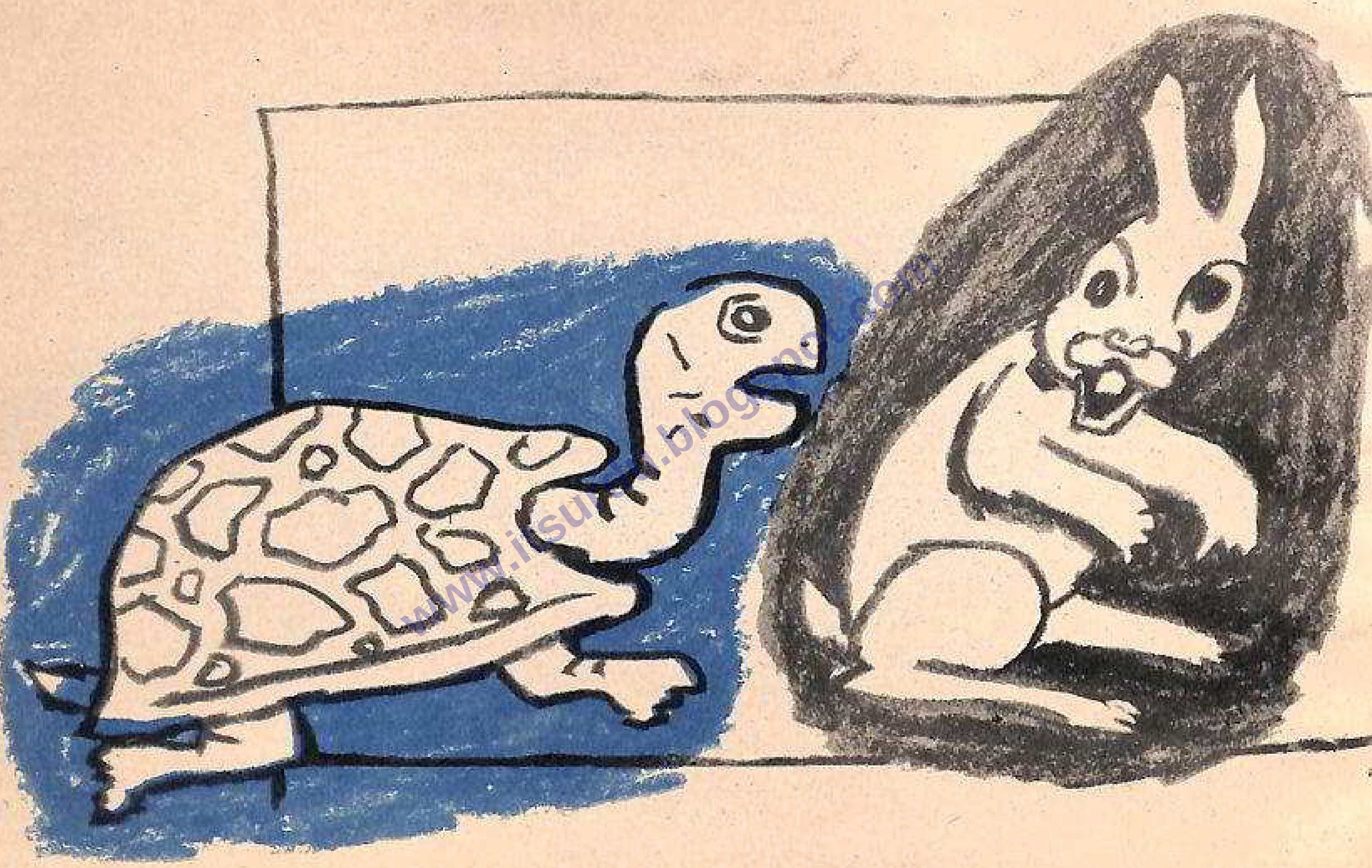

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"دوڑ۔ گھڑی گھڑی دوڑ۔ پھر نکالی تم نے دوڑ کی بات۔ اچھا تو دوڑیں گے۔ پہلے بھی ایک دوڑ ہوئی تھی۔ اتہاس اور ساہتیہ میں اس کا بکھان ہے۔ جانتے ہو کیا ہوا تھا۔ اس دوڑ میں۔ تمہارے سکڑ دادا جی میرے پتا جی سے ہار گئے تھے۔ خبر بھی ہے بسنت کی۔ مرا جکمار۔"

"کیوں بکواس کرتے ہو فضول۔ لکھی ہو گی کہانی کسی سڑی نے۔ کہانیوں میں لیکھک جھوٹ نہ ملائے تو پڑھے اور سنے ہی کون۔ جھوٹ کے گرم مسالے سے کہانی ذرا چٹپٹی ہو جاتی ہے۔ پر سُر ہوشو۔ جیون کہانیوں پر نہیں چلتا۔ اس کے لیے چاہیے پاؤں چست مضبوط پاؤں۔ ہمت ہو تو دوڑ دیکھو۔"

"اچھا تو راجکمار۔ دوڑ کی ٹھن گئی۔ دوڑیں گے۔ ضرور دوڑیں گے۔ ہار جاؤ تو پھر بڑھ بڑھ کر باتیں مت کرنا۔ تمیز سے بات کرنا سیکھنا۔"

"تو پھر بولو کب دوڑو گے۔ آؤ ابھی سہی۔"

"نہیں ایسی جلدی کیا ہے۔ مجھے ابھی پانی میں تھوڑا سا کام ہے۔ کل سویرے آجانا۔"

"ضرور آؤں گا۔ تم اکیلے ہو گے نا۔ یا وہ کالی داڑھی والے اور وہ لکڑی والے اور وہ چمکیلی آنکھوں والے تمہارے نئے دوست سب ہوں گے۔ میں ان آدمیوں سے

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کتراتا ہوں نزدیک نہیں جاتا۔ بڑے فریبی ہوتے ہیں یہ اور بڑے بے رحم، سفاک، خونی۔"

"ہے رام۔ ارے راجکمار تمھارے منہ سے کسی کے لیے کوئی اچھا شبد نہیں نکلتا۔ بس چنے کا ساگ اچھا اور سب بُرے۔ خیر۔ تم جانو تمھارا کام جانے۔ سویرے آنا۔ یہاں اور کوئی نہیں ہوگا۔ تم ہوگے اور میں ہوں گا اور ایشور ہوگا۔ بس۔ ہو ہی جائے دوڑ۔ اپنی لاج ایشور کے ہاتھ ہے۔"

"تم تو بڑھؤ ایسے کہہ رہے ہو جیسے ایشور کوئی تمھارا اپنا رشتہ دار ہے کہ تمھاری ہی لاج اس کے ہاتھ ہے اور وہ ہمارا کوئی نہیں۔ خیر تم جانو تمھارا ایشور جانے بس یہ بتاؤ کہ دوڑ کی پکی ہو گئی۔"

"یہاں اس ببول کی جڑ سے اس پیپل کے ادھر والے نکڑ تک۔ سیدھ میں یہاں سے وہاں تک۔ پر ایک شرط ہے راجکمار۔"

"وہ کیا۔"

"وہ یہ کہ ہم تم سے دو گز آگے سے چلیں گے۔"

"یہ کیوں۔"

"یہ یوں کہ تم جوان ہو ہم بوڑھے ہیں۔ ہم نے سن رکھا ہے کہ دوڑوں میں ایسا ہوتا ہے۔ سو بچار کرتے ہو۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com
www.itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

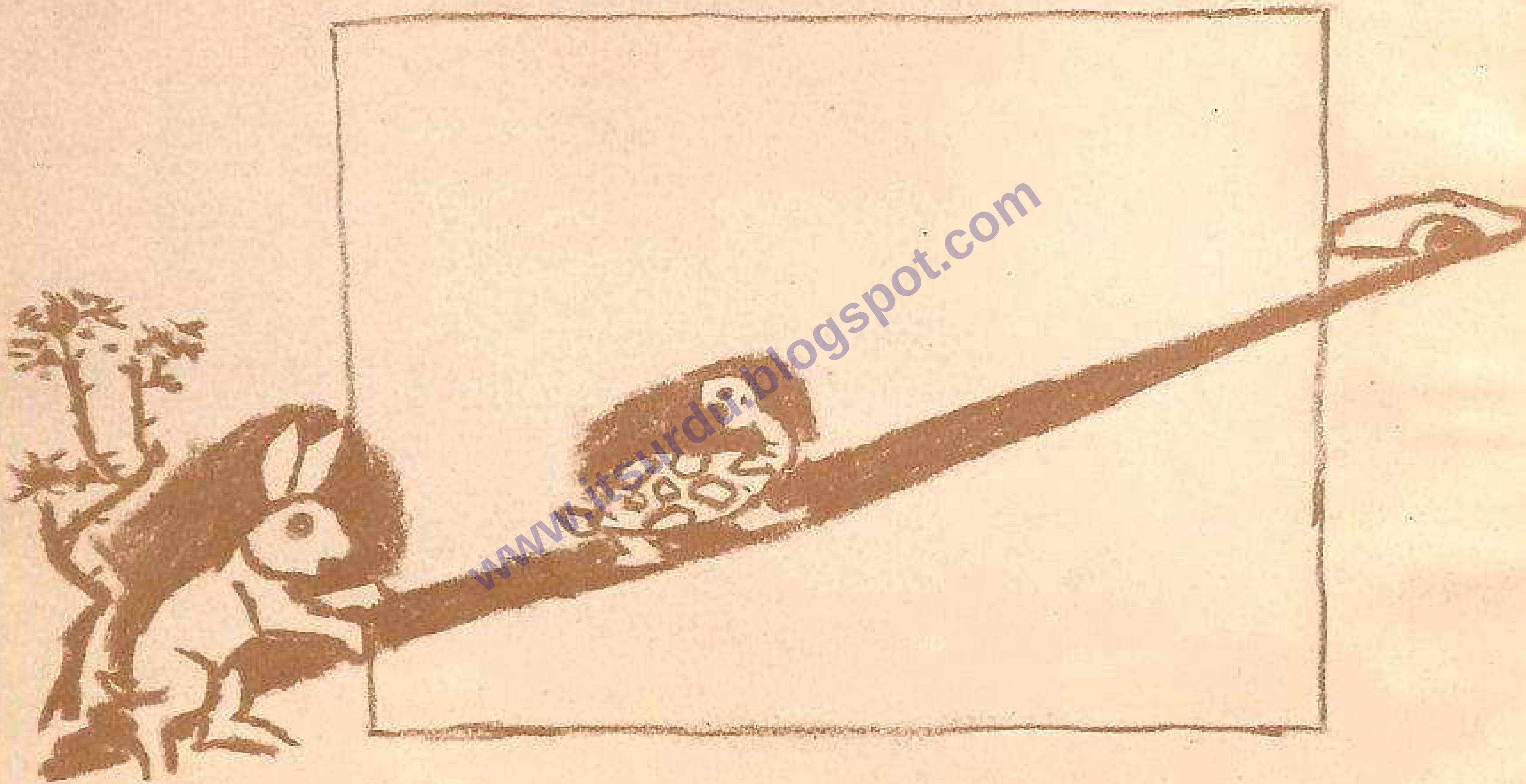

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com
www.itsurdu.blogspot.com
Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"منظور ہے مجھے۔ تم دو گز نہیں تین گز آگے سے چل سکتے ہو۔"

یہ کہہ کر خرگوش اچھلتا کودتا یہ جا وہ جا۔ کچھوا پانی میں جیسے بے زور لگائے آپ ہی آپ تیرتا ہوا کہاں سے کہاں پہنچا۔ کچھ فیصلہ کر لینے کی خوشی۔ کچھ ورزش سے اپنے جسم کو چست رکھنے کا خیال۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ بدن ہلکا پھول ہو گیا ہے اور دل آنند سے چمن چمن ہے۔

دوسرے دن صبح خرگوش چنے کے کھیت میں اوپر اوپر کی نرم نرم کونپلیں کھا کر سیدھا کچھوے کے ٹھکانے پر پہنچا۔ کچھوا پہلے سے ببول کے پاس، اس سے پُلیا کی طرف کوئی ڈھائی گز پر، منتظر بیٹھا تھا یا کھڑا۔ یہ ٹھیک نہیں کہا جا سکتا بہر حال موجود تھا۔

"نمستے راجکمار" کچھوا بولا۔

"نمستے بڑھو" خرگوش نے گستاخی سے جواب دیا۔

کچھوا پی گیا اور بولا "میں تو اپنی جگہ پر آگیا ہوں تم ببول کی جڑ کے پاس جاؤ۔ تو دوڑ شروع ہو۔"

"شروع کب ہوگی؟"

"جب میں کہوں کہ چلو۔"

"اچھا یہی سہی۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دونوں اپنی اپنی جگہ پر تھے۔ اب کچھوے صاحب ہیں کہ "چلو" نہیں کہتے۔ خرگوش کی چلبلاہٹ کو صبر کہاں۔ ایک منٹ رُکا۔ دو منٹ رُکا اور دو چھلانگوں میں کچھوے کے پاس۔

کچھوا چلّایا "ابھی میں نے چلو کب کہا ہے۔ بے ایمانی کی ٹھانی ہے کیا۔ یہ بات پہلے ہو چکی ہے کہ دوڑ میں پہلا ڈگ دونوں ایک ساتھ اٹھائیں گے اور یہ جب ہم چلو کہیں۔ پلٹو اپنے استھان پر۔"

خرگوش واپس آ گیا اور پھر بے صبری سے "چلو" کا انتظار کرنے لگا۔

آخر کو کچھوے نے کہہ ہی دیا "چلو"۔ خرگوش نے دو چھلانگیں ماریں اور آ گے۔ کچھوے صاحب نے بھی وقار اور متانت سے حرکت شروع تو کر دی مگر حرکت اور سکون میں فرق بہت کم تھا۔ صرف یہ کہ یہ بدحواس تھے اور ہانپ رہے تھے۔ منٹوں میں خرگوش ٹنڈ کے قریب پہنچ گیا۔ اور یہ ہانپتے کانپتے اس حقیقت کو عقل کی تسکین دہی کے باوجود اپنی آنکھوں دیکھتے رہے اور تجربے کی فریب دہی کا خیال بھی کہیں اُن کے دماغ میں نہیں آیا۔ یکایک کیا ہوا کہ پلیا کے ٹنڈ کو چھونے سے ذرا ہی پہلے خرگوش نے اپنی سمت بالکل بدل دی۔ کچھوا چلّایا بھی اپنے پوپلے منہ سے "یہ نہیں بدی ہے۔ سیدھے رستے پر چلو نہیں تو میں کھڑا ہوا جاتا ہوں۔ ساری دوڑ رہ جائے گی۔"

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

منہ میں دانت نہیں۔ پیٹ میں سانس نہیں۔ ویسے بھی انھوں نے جو کہا وہ کسی کی سمجھ میں نہ آتا۔ مگر اس وقت تو خرگوش کچھ بھی سن نہیں سکتا تھا۔ اس نے تو منظور میاں کا شکاری کتا، رامپوری کتا، پُلیا پر آتے دیکھ لیا تھا۔ اس کی تو ساری زندگی سمٹ کر اس کے پیروں میں آگئی تھی۔ جان بچانے کے لیے کبھی اِدھر بھاگتا کبھی اُدھر بھاگتا۔ ایک پیڑ کی جڑ میں چھپا۔ کتا زمین سونگھتا ہوا وہاں بھی پہنچا۔ خرگوش نے ایک بڑی چھلانگ ماری جیسے ہرن چھلانگے۔ مگر کتے نے اسے ہوا ہی میں گپک لیا اور کچھ اس طرح اچھالا کہ یہ ہوا میں کوئی گز بھر اوپر اچھل گیا۔ کتے نے پھر ہوا ہی میں اسے گپک لیا۔ پھر زمین پہ چھوڑ دیا۔ خرگوش نے جو ادھ موا ہو چکا تھا ایک بار پھر دوڑنے کی کوشش کی۔ اس بار کتے نے بالکل جھنجھوڑ ڈالا۔ پیچھے پیچھے منظور میاں آ ہی رہے تھے۔ کندھے پر رُومال پڑا تھا اس کے کونے میں رشید آباد کا بنا ہوا ایک بڑا سا چاقو بندھا تھا۔ انھوں نے چاقو کھولا اور خرگوش کو، کہ ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی، حلال کر ڈالا۔

یہ سارا واقعہ کچھوے نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اس پر کچھ ایسا سکتہ طاری ہوا کہ یقین نہیں آتا تھا کہ صرف خرگوش جان سے گیا ہے یا اس صدمے میں یہ بھی دنیا سے چل بسے۔ نہ جانے کتنی دیر وہیں سہمے پڑے رہے۔ آنکھ کھولتے تو دنیا سنسان خالی خالی دکھائی دیتی۔ آنکھیں بند کرتے تو سامنے وہی خرگوش اور وہی کتا دکھائی

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دیتا۔ اور لال خون کی وہ پچکاری جو خرگوش کی گردن سے نکلی تھی۔ گھبرا کر آنکھیں کھول دیتا۔ نہ جانے کتنی دیر یہی حال رہا۔ آخر یہ دریا کی طرف آہستہ آہستہ چلا۔ آپ سمجھیں کہ جب کچھوا آہستہ آہستہ چلے تو کیا رفتار ہوگی۔ بہر حال کوئی چلتا رہے چاہے کتنا ہی آہستہ تو فاصلہ تو طے ہو ہی جاتا ہے۔ دریا کے کنارے تک پہنچ گیا۔ پانی پی گیا۔ پھر نکل آیا اور اسی پُلیا کی طرف تکنے لگا۔ کبھی کبھی آنکھوں سے دو بوندیں بھی ٹپک جاتیں جن میں نہ جانے کیا خیال گزر رہے تھے۔ کہتا "بڑی ہتیا ہوئی۔ یہ مجھے کیا ہوا تھا کہ اس رنگیلے چھبیلے جوان کو دوڑ پر اکسایا۔ تھوک ہے ہمارے بڑھاپے پر اور ہمارے شتابدیوں کے انبھو پر کہ ہم اس کے چبھتے کٹیلے شبدوں سے بپھر گئے اور اپنی چھاتی میں اتنے دن کرودھ کو جی بھر کر پالا۔ اپنی آتما کو گندا کیا۔ مورکھ آدمیوں سے سانٹھ گانٹھ کی۔ اپنی بدھی کو بچوں کی سی باتوں سے بہکنے بھٹکنے دیا۔ کیا تھا جو وہ جوانی کی ترنگ میں اتراتا تھا؟ ہمارا کیا لیتا تھا؟ کیا بگاڑتا تھا ہمارا؟ ہمیں کیسے شوبھا دیتا تھا کہ اس لڑکے سے منہ لگائیں؟ ہم تو شتابدیاں بتا چکے وہ تو ابھی کل کا بچہ تھا۔ وہ جان سے گیا اور ہم جیے جاتے ہیں۔ اس سے اچھا تھا کہ ہمیں بھی کچھ ہو گیا ہوتا اور ہم یہ سب سہنے کو نہ رہتے۔ اچنبھا تو سوچ سے اب اس بھول پر آتا ہے کہ اتنی آیو پاکر ہم اتنا نہ سمجھ سکے کہ ہر جیو کا سنسار الگ الگ ہوتا ہے۔ ہمارا سنسار الگ۔ خرگوش کا سنسار الگ۔

۷۰

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ایک کے لیے جو مہتو کی چیز ہے دوسرے کے لیے اس کا کوئی مولیہ نہیں۔ ہم زمین پر بھاگ نہیں سکتے تو وہ مرنے والا بچّہ بھی تو پانی میں نہیں تیر سکتا تھا۔ کسی کو کچھ ملا ہے، کسی کو کچھ اور۔ کسی کا کچھ کرتو ہے، کسی کا کچھ۔ سب اپنا اپنا کرتو پورا کریں تو اس میں ایشور کی مرضی پوری ہوتی ہے۔ اس مرضی کو جاننا پہچاننا اور اُس کے سامنے گردن جھکانا ہی جیون کا انس ہے۔ یہی دھرم ہے۔ یہی ستیہ ہے۔ یہی آنند ہے۔ یہی موکش ہے۔ یہ جان پہچان۔ یہ گردن جھکانا ہر ایک کا اپنے اپنے رنگ میں ہوتا ہے۔ اپنی پہچان کو دوسرے کی پہچان سے ناپنا، اپنے گردن کو جھکانے کے ڈھنگ کو دوسرے کے جھکاؤ سے ٹکرانا، دوسرے کے کرتو کو اپنے کرتو کا ترازو بنانا، یہ سب بھول ہے۔ بڑی بھول ہے، بڑی بھول ہے، اور ہم سے یہی بھول ہوئی۔"

دن جیسے تیسے کٹتے ہیں پر کھوے کے جی کا بوجھ ہلکا نہیں ہوتا۔ سوچتا ہے کہ "ملّا جی بھی ادھر نہیں لوٹتے۔ ان سے جی کا دُکھ کہتا۔ کہتے ہیں کہ کہنے سے دُکھ کچھ مدھم پڑ جاتا ہے۔ پر یہ دُکھ جائے گا تو کبھی نہیں۔"

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri
itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

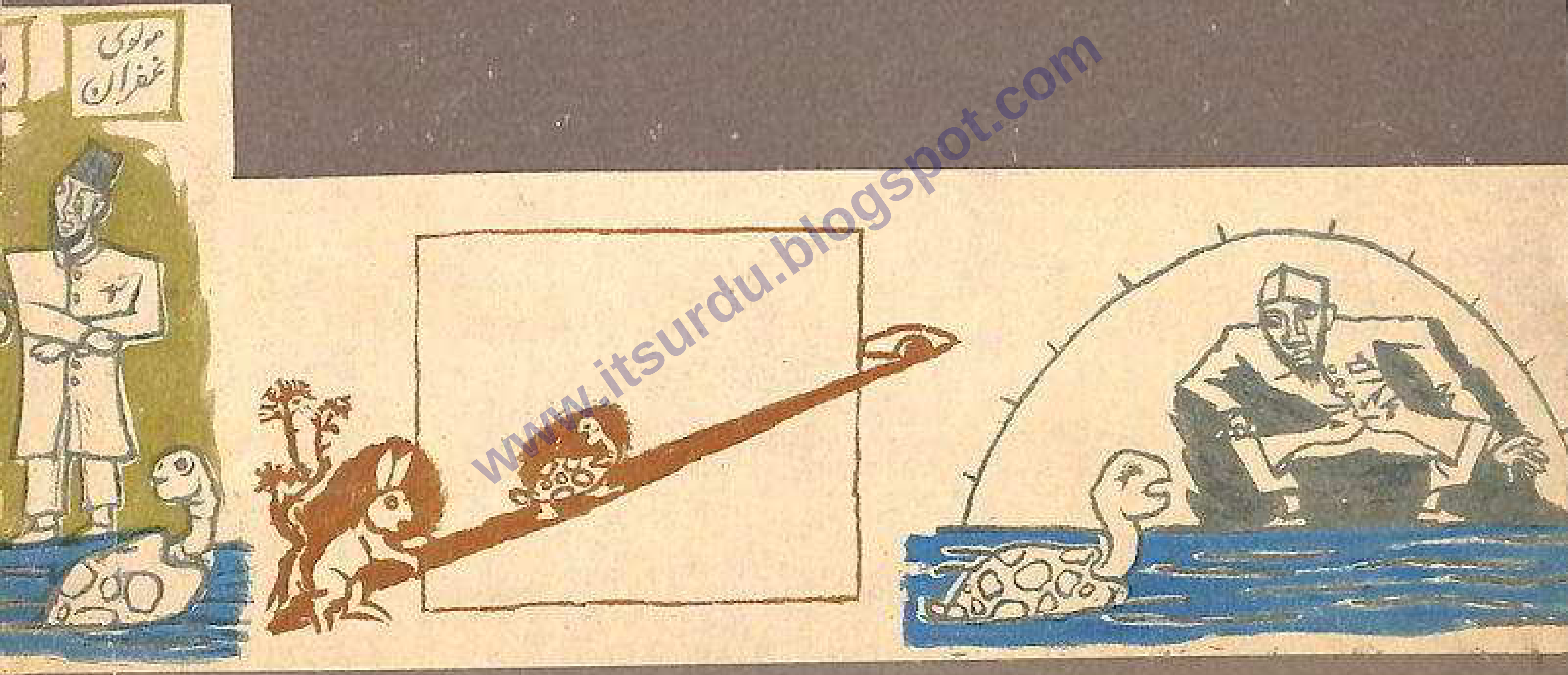

www.itsurdu.blogspot.com

Courtesy Sarai (CSDS). Digitized by eGangotri

itsurdu.blogspot.com